ربنا الله جل جلالہ
نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
جلد : ۸
مئی ۱۹۹۵ء
شمارہ : ۵
ذوالحجہ ۱۴۱۵ھ
تحریک خدام اہل سنت والجماعت کا ترجمان
نظام خلافت راشدہ کا داعی
ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم لاہور
مدیر مسئول
حکیم حافظ محمد طیب
لاہور
فون : ۷۵۷۵۹۸۵
ماہنامہ حق چار یار
اکاؤنٹ نمبر : ۱۱۷۲
برانچ : نیشنل بینک
رحمان پورہ ۔ لاہور
پوسٹ کوڈ ۵۴۶۰۰
زیر سرپرستی
قائد اہل سنت مظہر شریعت و طریقت حضرت
قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ
بانی تحریک خدام اہل سنت پاکستان
چکوال ۔ فون : ۲۴۳۴
اندرون ملک
فی پرچہ ۹ روپے ، سالانہ ۹۰ روپے
بیرون ملک
سالانہ ۵۰۰ روپے پاکستانی
اگر آپ کو رسالہ کے متعلق شکایت ہو تو براہ راست
دفتر ماہنامہ حق چار یارؓ متصل جامع مسجد برکت علی مدینہ بازار
ذیلدار روڈ ۔ اچھرہ ۔ لاہور سے رجوع کریں : (ادارہ)
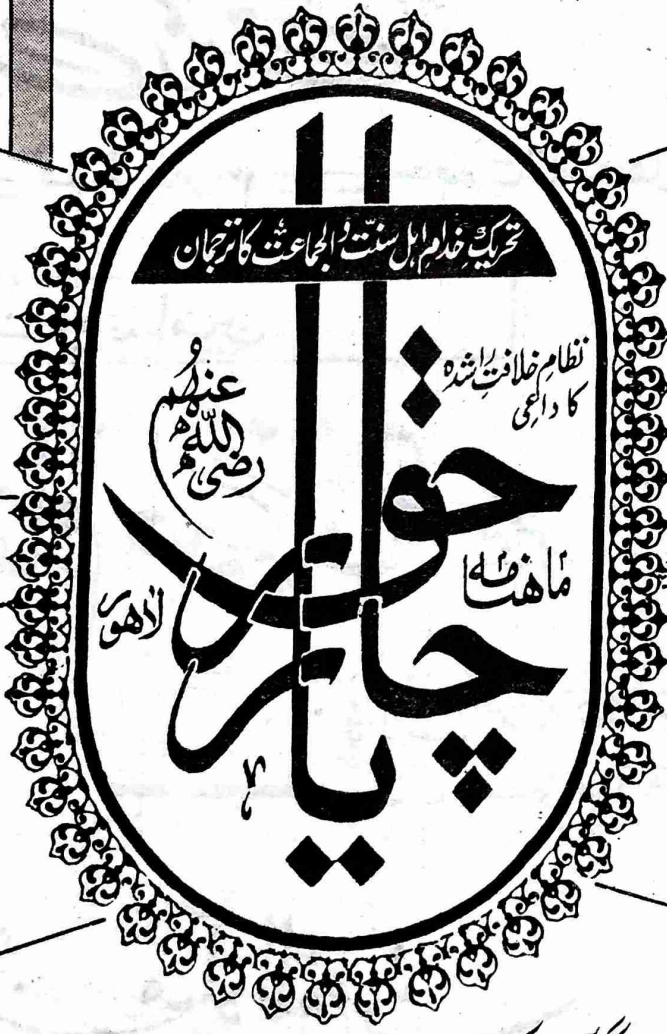
افضل شریف پریس اردو بازار لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ حق چار یارؓ ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اھدنا الصراط المستقیم

رسول رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم :

(قسط ۳۰)

سابقہ قسط میں حضرت عثمان ذوالنورین رضی الہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق جماعت اسلامی کے بانی اور امیر اول ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کی عبارتیں پیش کی گئی تھیں جن سے قرآن کے موعودہ تیسرے خلیفہ راشد اور صحابہ کرام کی شرعی عظمت مجروح ہوتی ہے۔ حالانکہ حق تعالیٰ نے حضور خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فیض یافتہ جماعت صحابہ کو رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کی قرآنی ابدی سند عطا فرمادی ہے۔ اور

اعدلھم جنت تجری تحتھا الانھار۔ (سورۃ التوبہ)

میں ان کے قطعی جنتی ہونے کا اعلان فرمادیا ہے۔

مودودی صاحب نے جو کچھ اس سلسلے میں لکھا ہے اس کو انہوں نے جائز تنقید کا نام دیا ہے اور دستور جماعت اسلامی میں صحابہ کرام پر تنقید کو اصولی اور اعتقادی طور پر جائز قرار دیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:

"رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سوا کسی انسان کو معیار حق نہ بنائے کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے"۔ الخ۔

شیعہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ :

لیکن مذہب شیعہ کے عقیدہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہوں یا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہوں یا ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا یہ حضرات مومن ہی نہیں بلکہ منافق ہیں۔ چنانچہ مولوی محمد حسین ڈھکو شیعہ مجتہد (مقیم

سرگودھا) نے بلا کسی جھجک کے خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں اہلسنت اور اہل تشیع کے عقیدے کا فرق واضح کرتے ہوئے لکھ دیا ہے کہ:

"دراصل بات یہ ہے کہ ہمارے اور ہمارے برادران اسلامی میں اس سلسلے میں جو کچھ نزاع ہے وہ اصحاب ثلاثہ کے بارے میں ہے۔ اہلسنت ان کو بعد از نبی تمام اصحاب اور امت سے افضل جانتے ہیں اور ہم ان کو دولت ایمان و ایقان اور اخلاص سے تہی دامن جانتے ہیں"۔

(تجلیات صداقت، طبع اول، ص ۲۰۱- ناشر انجمن حیدری چکوال و طبع دوم، ص ۲۱۶، ناشر مکتبہ السبطین سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا)

(۲) "ان تمام صفات مذکورہ فی الایات سے اصحاب ثلاثہ کے دامن خالی نظر آتے ہیں۔ نہ ان کے دامن میں ایمان کی دولت تھی نہ ان کے پاس خالص لوجہ اللہ ہجرت کا ذخیرہ ہے اور نہ ان کے ہاں کسی مالی و جانی جہاد کا ثبوت ملتا ہے"۔

(تجلیات صداقت، طبع اول، ص ۶۷، طبع دوم ص ۸۳)

(۳) "ثلاثہ کی فتوحات نے اسلام کو بدنام کیا"۔

(ایضاً طبع اول، ص ۲۰۹، طبع دوم، ص ۲۲۵)

(۴) "یہ سراسر شیعوں پر اتہام ہے کہ وہ حضرت ثانی (یعنی حضرت عمر فاروق) کو کافر سمجھتے ہیں یا ان پر سب و شتم کرتے ہیں۔ ہاں یہ درست ہے کہ ہم ان کو مومن نہیں جانتے"۔

(ایضاً طبع اول ص ۱۸۱، طبع دوم ص ۱۹۳)

قارئین حضرات حیران ہوں گے کہ شیعہ جب حضرت عمر فاروق کو مسلمان مانتے ہیں تو پھر ان کو مومن کیوں نہیں مانتے اور اس سے ناواقف سنی دھوکا میں آجاتے ہیں کہ شیعہ تو صحابہ کرام کو کافر نہیں کہتے بلکہ مسلمان قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ تحریک جعفریہ کے سربراہ مولوی ساجد نقوی نے بھی ملی یکجہتی کونسل منعقدہ ۲۴ مارچ ۱۹۹۵ء اسلام آباد میں یہ کہہ دیا ہے کہ:

"میں فرقہ واریت میں فریق نہیں ہوں۔ ہم صحابہ کرام کی تکفیر سازی کا تصور بھی نہیں کرسکتے۔ یہ ہمارے مذہب کا حصہ نہیں۔ کوئی انفرادی طور پر ایسا کرتا ہے تو خود اس کا ذمہ دار ہے.... انہوں نے کہا کہ مسلمان کو کافر کہنا جرم ہے اور میں اس کو حرام سمجھتا

ہوں"۔

("جنگ" راولپنڈی ۲۵ مارچ ۱۹۹۵ء)

ساجد نقوی نے کہا:

"مسلمانوں کو کافر کہنا ہمارا مذہب نہیں"۔

("نوائے وقت" راولپنڈی ۲۵ مارچ ۱۹۹۵ء)

لیکن کیا ساجد نقوی صاحب، حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم کو مومن کامل کہتے ہیں یا اپنے مذہب کی بنیاد پر مومن مان سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ اور یہ اس لیے کہ شیعوں کا عقیدہ امامت ان کے نزدیک اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔ بلکہ ان کے عقیدہ میں امامت کا درجہ نبوت سے بالاتر ہے۔ چنانچہ رئیس المحدثین علامہ باقر مجلسی اپنی کتاب حیات القلوب میں لکھتے ہیں:

"امامت بالاتر از پیغمبری است"۔

توجس طرح نبوت کا منکر کافر ہے خواہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہے تو امامت کا منکر ان کے نزدیک بدرجہ اولیٰ کافر ہوگا۔ کیونکہ امامت کا رتبہ نبوت سے بالاتر ہے۔ شیعہ مذہب میں ائمہ اثناء عشر (بارہ امام) حضرت ابراہیم خلیل اللہ، حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور حضرت عیسیٰ روح اللہ وغیرہ انبیائے سابقین سے افضل ہیں اور ان کے نزدیک پہلے امام حضرت علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) ہیں اور اس عقیدے کا اظہار وہ کلمہ اسلام اور اذان اسلام میں حضرت علی کے متعلق خلیفہ بلافصل کے الفاظ سے کرتے ہیں۔ لہٰذا مولوی ساجد نقوی صاحب کا یا دوسرے شیعہ علماء کا یہ کہنا کہ وہ صحابہ کرام کو مسلمان مانتے ہیں ان کے بنیادی عقیدہ تقیہ پر مبنی ہے۔

حضرت عائشہؓ اور شیعہ:

یہی ڈھکو مجتہد لکھتے ہیں:

"باقی رہا مولف کا یہ کہنا کہ عائشہ مومنوں کی ماں ہیں۔ ہم نے ان کے ماں ہونے کا انکار کب کیا ہے مگر اس سے ان کا مومنہ ہونا تو ثابت نہیں ہوتا۔ ماں ہونا اور ہے اور مومنہ ہونا اور"۔

مولوی حسین بخش جاڑا:

ایک اور شیعہ مجتہد مولوی حسین بخش جاڑا (مولف تفسیر انوار النجف) لکھتے ہیں:
"بے شک شیعوں کا عقیدہ ہے کہ یہ لوگ (ثلاثہ) دل و جان سے مومن نہیں تھے البتہ ظاہراً زبانی طور پر وہ اسلام کا اظہار کرتے تھے"۔

(مناظرہ بغداد، ص ۵۷)

(۲) سیف اللہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے متعلق یہی شیعہ مجتہد لکھتے ہیں:
"خالد سیف اللہ نہیں سیف الشیطان تھا"۔

(ایضاً مناظرہ بغداد، ص ۱۰۰)

مولوی غلام حسین نجفی:

جامعہ المنتظر لاہور کے مدرس مولوی غلام حسین نجفی نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا ہے کہ:
"ثلاثہ (یعنی حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان) نبی کریم کے اعلان نبوت سے پہلے بہ سبب کافر و مشرک ہونے کے ظالم تھے۔ پس بحکم قرآن امامت کے لائق نہ رہے۔ ہماری دشمنی ان تینوں سے ذاتی نہیں بلکہ ہم حکم قرآن کے سامنے سر جھکاتے ہیں۔ پس بت پرست بحکم قرآن ظالم ہیں اور امامت کے اہل نہیں۔ اگر اہل دنیا نے ثلاثہ کو امام بنایا ہے تو مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی اہل دنیا نے امام بنایا ہے۔ جناب ابوبکر اور مرزا صاحب میں کوئی فرق نہیں کیونکہ دونوں کو اہل دنیا نے منصب امامت دیا ہے۔ اگر بندوں کو ایسا اختیار ہے تو دونوں کو مانو۔ فرق کرنا بے انصافی ہے اور ہم اہل تشیع نے دونوں کو ٹھکرایا ہے"۔

(جاگیر فدک، ص ۵۰۹)

(۲) یہی مولف حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھتا ہے:
"پس عثمان نے اپنی مردہ بیوی سے ہم بستری کر کے نبی کریم کو اذیت پہنچائی اور شیعوں کے امام نے حکم دیا کہ رمضان میں یہ دعا پڑھیں۔ اللھم العن من اذی نبیک فیھا۔ (اے اللہ! اس پر لعنت کر جس نے تیرے نبی کو اذیت پہنچائی)

(قول مقبول فی اثبات وحدت بنت رسول، ص ۴۲۳)

(۳) اسی مصنف نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں لکھا ہے کہ:

"مکہ کی زلیخا بی بی عائشہ میں کیا رکھا تھا کہ حضور پاک نے اپنی ہم عمر بیویوں کے ہوتے ہوئے یا دوسری جوان عورتوں کے ملنے کے باوجود چھ سالہ ننھی اماں بی سے اپنے پچاس برس کے سن میں شادی رچائی"۔

(حقیقت فقہ حنفیہ، ص ۶۴)

ارتداد صحابہؓ:

اہل تشیع کا عقیدہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد گنتی کے چند صحابہ کے سوا باقی سارے مرتد ہو گئے تھے۔ العیاذ باللہ۔ چنانچہ شیعہ مذہب کی سب سے زیادہ مستند اور تحقیقی کتاب الکافی ہے۔ جس کو امام زماں حضرت مہدی نے بھی شیعہ مذہب کے لیے کافی قرار دیا ہے۔ چنانچہ ملا (علامہ) محمد یعقوب کلینی نے اپنی کتاب میں یہ حسب ذیل روایت درج کی ہے:

عن ابی جعفر علیہ السلام قال کان الناس اھل ردہ بعد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا ثلثہ فقلت ومن الثلاثہ فقال مقداد بن الاسود۔ ابوذر الغفاری و سلمان الفارسی رحمہ اللہ علیھم و برکاتھم۔

(ترجمہ) "امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کے بعد سب لوگ مرتد ہو گئے۔ صرف تین مسلمان رہ گئے تھے۔ مقداد، ابوذر، سلمان فارسی رحمتہ اللہ علیہم وبرکاتہم"۔

اور سوائے چند صحابہ کے باقی سارے صحابہ مرتد ہوئے۔ (یعنی اسلام سے پھر جانے) کا عقیدہ شیعوں نے اس بنا پر قائم کیا ہے کہ ان کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ بذریعہ وحی پہلے نامزد امام تھے۔ لیکن صحابہ کرام کی اکثریت نے ان کی امامت کو تسلیم نہ کیا اور بجائے ان کے حضرت ابوبکر کو امام و خلیفہ بنا لیا۔ اس لیے وہ امامت کے منکر ہونے کی وجہ سے منحرف ہو گئے۔ العیاذ باللہ۔ اور ایران کے خمینی نے بھی اپنی کتاب "کشف اسرار" میں اسی عقیدے کا اظہار کیا ہے۔

علمائے اہلسنت والجماعت:

اہل السنت والجماعت کے نزدیک شیعہ عقیدہ امامت ایک بے بنیاد عقیدہ ہے۔ کوئی غیر نبی کسی نبی و پیغمبر سے افضل نہیں ہو سکتا اور نہ ہی یہ بارہ امام بذریعہ وحی نامزد کیے گئے ہیں۔ محققین اہلسنت نے محققانہ کتابیں لکھی ہیں اور عقیدہ امامت کے بجائے انہوں نے کتاب وسنت کی روشنی میں قرآن کی موعودہ خلافت راشدہ کا اثبات کیا ہے۔

چنانچہ امام غزالیؒ نے بھی اور متاخرین میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اپنے مکتوبات میں اور اپنے ایک رسالہ بعنوان رد روافض میں دلائل و براہین سے عقیدہ خلافت راشدہ کو ثابت کیا ہے۔ پھر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے موعودہ خلافت راشدہ کے اثبات میں ایک ضخیم کتاب فارسی زبان میں ازالتہ الخفاء عن خلافتہ الخلفاء لکھی ہے جس کا اردو ترجمہ مع متن کے چار جلدوں میں شائع ہو چکا ہے۔ پھر آپ کے جانشین صاحبزادے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ نے ایک ضخیم کتاب تحفہ اثنا عشریہ لکھی۔ پھر اکابر علماء دیوبند نے اسی موضوع پر کتابیں لکھیں۔ اور اس دور میں امام اہلسنت حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی رحمتہ اللہ نے اسی موضوع پر دفاع صحابہ اور خلافت راشدہ کے سلسلہ میں ماہنامہ النجم جاری فرمایا اور اس کے علاوہ بھی متعدد رسائل تصنیف کیے۔ میرے والد ماجد فخر اہلسنت رئیس المناظرین حضرت مولانا کرم الدین صاحب دبیر رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اپنی ساری علمی زندگی تحفظ عظمت صحابہ اور دفاع صحابہ کے سلسلہ میں صرف کر دی اور اس موضوع پر ایک لاجواب ضخیم کتاب آفتاب ہدایت تصنیف فرمائی جس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور دور حاضر کی سنی مذہبی تنظیموں میں سے تنظیم اہلسنت جس کے موجودہ صدر مناظر اہلسنت حضرت مولانا عبدالستار صاحب تونسوی ہیں اور تحریک خدام اہلسنت جو بندہ کی نگرانی میں کام کر رہی ہے اور اسی دینی فریضہ کے انجام دینے کے لیے ماہنامہ "حق چاریار" بھی شائع ہو رہا ہے ان کے علاوہ بھی سنی تنظیمیں کام کر رہی ہیں اور ان سب کا مقصد قیام خصوصی طور پر تحفظ ناموس صحابہ و اہل بیت ہی ہے۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ اہل تشیع کے بنیادی عقائد و اصول پر ہر دور کے علمائے اہلسنت نے تنقید و جرح کی ہے اور وہ مذہب اہل السنت والجماعت کے عقائد و اصول کو کتاب و سنت کی روشنی میں محکم دلائل و براہین سے ثابت کرتے چلے آرہے ہیں۔ چنانچہ دور حاضر میں

ایرانی انقلاب کی اصل حقیقت کے اظہار کے لیے مخدوم العلماء حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی دام مجدھم (بانی ماہنامہ "الفرقان" لکھنؤ) نے ایک کتاب ایرانی انقلاب سے شائع کی ہے جس میں شیعہ امام خمینی کی تصانیف سے ان کے عقائد و نظریات پیش کیے ہیں اور ثابت کیا ہے کہ ایرانی انقلاب دراصل شیعہ انقلاب ہے۔

عقیدہ تحریف قرآن

عقیدہ امامت کے علاوہ اہل تشیع کا ایک عقیدہ تحریف قرآن کا بھی ہے یعنی ان کے نزدیک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد صحابہ کرام نے قرآن میں تحریف و تبدیلی کر دی ہے۔ العیاذ باللہ اور اصلی اور صحیح قرآن حضرت امام مہدی کے پاس ہے جو کسی غار میں روپوش ہیں۔ چنانچہ شیعہ مجتہد مولوی محمد حسین ڈھکو آف سرگودھا نے تصریح کی ہے کہ ائمہ اثنا عشر (بارہ اماموں) کے نام قرآن مجید میں موجود تھے۔ جن کو بعد میں خلفاء و اصحاب نے کتابی شکل میں قرآن جمع کرتے وقت حذف کر دیا۔ چنانچہ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

حلی اور تحقیقی جواب یہ ہے کہ فریقین کی بعض روایات کے مطابق ائمہ اطہار علیہم السلام کے اسمائے گرامی قرآن مجید میں موجود تھے مگر جمع قرآن کے وقت انہیں نظرانداز کر دیا گیا۔ چنانچہ ہماری تفسیر صافی ص ۹، مقدمہ ششم، طبع ایران، بحوالہ تفسیر عیاشی حضرت امام جعفر صادق سے مروی ہے۔ فرمایا

لو قری القرآن کما انزل لا تفتمونا فیہ مسمین۔

"اگر قرآن اس طرح پڑھا جاتا جس طرح وہ نازل ہوا تھا تو تم اس میں ہمیں نام بنام موجود پاتے"۔

(اثبات امامت، طبع دوم، ص ۳۰۲)

(۲) ماہنامہ "خیر العمل" لاہور کے ایڈیٹر ڈاکٹر حسن عسکری صاف طور پر اعتراف کرتے ہیں کہ:

"تنزیل قرآن میں بنو امیہ اور دوسرے قریش کے ستر منافقین کے بدنام نازل ہوئے تھے جو مصحف عثمانی سے مفقود ہیں۔ قرآن میں اگر ایک دشمن رسول (یعنی ابولہب) کا نام آگیا ہے تو اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہ تھی کہ رسول اللہ کے جو جانی دشمن تھے ان کے اسمائے نامبارکہ کو بتلانے سے پرہیز کرتا۔

ابولہب ہاشمی نے اگرچہ زبانی کلامی دشمنی کی تھی اس کا نام ہی نہیں بلکہ ایک مکمل سورہ اللہب نازل ہوگئی۔ اس کی بیوی حمالہ الحطب (ابوسفیان کی بہن ام جمیل) کا ذکر نام لیے بغیر آگیا۔ مگر ایسے موذیان رسول کے بدناموں کا قرآن میں ذکر نہیں ہے جنہوں نے رسول اللہ کی ہتک حرمت کی اور آپ کو لہولہان کردیا اور آپ کو ضربات شدید پہنچائیں۔ اور آپ کے اعضاء کو توڑ دیا یعنی دندان مبارک کو شہید کردیا۔ سنت اللہ اور اسلوب قرآن کا تقاضا تو یہ ہے کہ ان کے ناموں پر بھی مکمل سورے نازل ہوتے.... اولو الالباب کے لیے قطعاً مشکل نہیں کہ وہ عقل دوڑا کر سمجھ لیں کہ اھل حسبنا اور سقیفائی خلیفے چونکہ خود قریشی تھے اور جامع القرآن خود اموی تھا (یعنی حضرت عثمانؓ) اس لیے احترام خلافت کو برقرار رکھنے کے لیے قرآن کمیٹی کے نوخیزوں نے قریشی اور اموی موذیان رسول کے بدناموں کو خارج کردیا۔ مگر مفسرین نے اس کا بھانڈا پھوڑ دیا"۔

(خیر العمل، نومبر ۱۹۸۳ء)

(۳) شیعہ ادیب اعظم مولوی ظفر حسن امروہوی مترجم اصول و فروع کافی لکھتے ہیں:
"قرآن کے متعلق ہمارا عقیدہ ہے کہ جو کچھ ہمارے سامنے ہے، حرف بحرف خدا کا کلام ہے لیکن یہ موافق تنزیل نہیں۔ اس میں مکی و مدنی سورے ملے ہوئے ہیں۔ حالانکہ اول مکی ہونے چاہئیں تھے اور پھر مدنی۔ سورۂ اقراء جو سب سے پہلے سورۃ تھی، وہ پارہ آخر میں ہے اور اکملت لکم دینکم جو آخری آیت تھی، وہ سورۂ مائدہ میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آیات کی ترتیب میں بھی فرق ہے۔ یعنی سورتوں سے آیات کم بھی کردی گئی ہیں"۔

(عقائد الشیعہ، ص ۳۸)

یہاں مندرجہ عبارتیں بطور نمونہ پیش کی گئی ہیں۔ ورنہ سخن بسیار است۔

شیعہ جارحیت اور انجمن سپاہ صحابہؓ:

برطانوی دور حکومت میں شیعہ مذہب کی تصانیف کمیاب تھیں۔ لیکن قیام پاکستان کے بعد شیعہ تصانیف کا جال پھیلا دیا گیا اور اردو میں پاکستانی شیعہ علما نے اپنے عقائد و نظریات کی اشاعت کے لیے سینکڑوں چھوٹی بڑی کتابیں شائع کیں۔ جن کے ذریعہ سے ایسے اکثر علمائے

اہل السنت' شیعہ مذہب کی حقیقت سے واقف ہوئے' جو اس سے پہلے شیعہ مذہب سے ناواقف تھے۔

مولانا حق نواز جھنگوی رح

بانی سپاہ صحابہ مولانا حق نواز جھنگوی شہید مرحوم (یوم شہادت' ۲۲ فروری ۱۹۹۰ء) نے اپنی ایک تقریر میں انجمن سپاہ صحابہ کے قیام کی ضرورت بیان کرتے ہوئے بیان کیا کہ:

"دوران تعلیم دار العلوم عید گاہ کبیروالا کے کتب خانے میں کچھ رسالے موجود تھے۔ النجم۔ یہ وہ رسالہ ہے جسے امام اہل سنت علامہ عبدالشکور صاحب لکھنوی ہر مہینے شائع کرتے تھے۔ مجھے اسباق سے کچھ فرصت ملتی تو میں دار العلوم کے کتب خانے سے وہ رسالے نکلوا کر ان کو پڑھتا رہتا۔ اس سے میری گویا شیعہ جارحیت کے خلاف تربیت ہونے لگی اور میں اس طالب علمی کے زمانہ سے ان کو کافر کہنے لگا۔ میری جماعت کے وہ ساتھی گواہ ہیں کہ میں اس وقت بھی کہتا تھا کہ شیعہ کائنات کا بدترین کافر ہے۔ بہرحال یہ ایک ذہن بنا رہا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد کیونکہ میرا ضلع جھنگ تھا اور اس میں شیعہ جارحیت زوروں پر تھی اور جھنگ کو آج بھی ثانی لکھنؤ شمار کیا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ جھنگ شیعہ جارحیت کا گڑھ ہے۔ اس دوران مجھے شیعیت کا مطالعہ وسیع کرنے کا موقع ملا۔ جہاں شیعہ کتب کا مطالعہ کیا' وہاں میری برادری کے جو لوگ شیعہ تھے' ان کو مسلمان بنانے کی کوشش کی۔ کیونکہ میری برادری کے سب لوگ ان پڑھ تھے اس لیے میں نے سوچا کہ ان کو جلد ہی مسلمان کر لوں گا لیکن آپ یقین کریں کہ جس کی وجہ سے میں شیعہ کو علی الاطلاق کافر کہنے پر مجبور ہو گیا کہ ایک ان پڑھ آدمی وہی تمام نظریات رکھتا ہے جو ایک شیعہ مجتہد یا عالم یا رہنما کے ہیں۔ مثلاً صاف لفظوں میں میری برادری کے ایک فرد نے جو اردو کا ایک لفظ نہیں پڑھا ہوا تھا' اس نے صاف صاف لفظوں میں مجھے کہہ دیا کہ مولوی صاحب تم یہ کیا باتیں کرتے ہو۔ یہ قرآن تو محض لکیریں ہیں جو عثمان نے کھینچی ہیں۔ یہ اصلی قرآن نہیں (نعوذ باللہ)۔ یہ ہے وہ حقیقت جو سارے حضرات پر اس لیے نہیں کھلتی کہ ان کا اتنا واسطہ شیعیت سے نہیں پڑا۔۔۔۔۔ یہ سب کچھ جب میرے سامنے آیا تو پھر ان کو کافر کہنا میں نے شروع کیا۔ ایک وقت تک میں شیعہ کو خطبہ جمعہ میں یا کسی جلسہ میں دوران تقریر کافر کہہ دیتا۔ اس کو کوئی نعرے کی شکل نہیں ملی تھی' جس کی وجہ

سے عام لوگوں کو معلوم نہیں ہوا تھا کہ میں کب سے ان کو کافر کہہ رہا ہوں۔ انہی دنوں ایک رات میں، میں کسی جلسے سے واپس گھر آ رہا تھا کہ راستے میں چوک پر ایک نوجوان مجھے ملا۔ میں نے اسے کہا کہ کتنی بہترین جوانی ہے۔ یونہی چوک میں کھڑے ضائع کر رہے ہو۔ اگر اس جوانی کو کسی اچھے کام پر لگا دیتے تو کیا اچھا تھا۔ اس نے کہا کس کام پر لگاؤں تو میں نے کہا دیکھو شیعہ کتنی جارحیت پر اترے ہوئے ہیں۔ انہوں نے اپنی تنظیمیں بنالی ہیں اور خمینی کے انقلاب کے لیے راستے ہموار کر رہے ہیں۔ ہم لوگ کم از کم اکٹھے ہو جائیں۔ کچھ کام ہمیں بھی کرنا چاہیے۔ خیر اس وقت تو اس نے میری بات سن لی اور میں گھر چلا آیا۔ وہ نوجوان اب ہماری جماعت سپاہ صحابہ کا آفس سیکرٹری ہے۔ اشفاق نام ہے اس کا۔ اللہ تعالیٰ اس کی عمر دراز کرے تو اس نے راتوں رات اپنے کچھ ساتھیوں کو اکٹھا کر کے دیواروں پر لکھ دیا "صدیق کا منکر کافر ہے، عمر کا منکر کافر ہے، عثمان کا منکر کافر ہے، علی کا منکر کافر ہے، قرآن کا منکر کافر ہے۔ امی عائشہ صدیقہ کا منکر کافر ہے" اور ان نعروں کے نیچے وہ سنی ایکشن کمیٹی لکھتے گئے۔ یہ باتیں انہوں نے پہلے جمعہ کی تقریروں میں سنی ہوئی تھیں۔ صبح لوگوں نے جب دیواروں پر دیکھا تو حیران ہو گئے کہ راتوں رات یہ کمیٹی کہاں سے نکل آئی۔ میں نے جب دیکھا تو میں بھی حیران رہ گیا۔ اشفاق جب مجھے ملا تو مجھے کہنے لگا "جی دیکھا آپ نے دیواروں پر کیا لکھا ہوا ہے"۔ میں نے کہا "ہاں۔ میں یہی سوچ رہا تھا کہ کام تو بڑا اچھا ہوا ہے۔ کس نے کیا ہے؟ اور میں نے کہا کہ بس اب یہ کام ہونا چاہیے"۔ اسی دن پھر ہم نے انجمن سپاہ صحابہ کی بنیاد ڈالی۔

(بتاریخ ۶ ستمبر ۱۹۸۵ء)

اسی طرح اگر میں یہ کفریات پیش کرتا جاؤں تو وقت لگ جائے گا۔ میں نے اپنا پورا اطمینان حاصل کرنے کے بعد اس کفر کے خلاف آواز اٹھائی اور میں نے شیعہ کو کافر کہا۔ مجھے کوئی جھجک، کوئی خوف، کوئی ڈر نہیں۔ میں نے قبر اور آخرت کو سنوارنے میں اسی میں خیر سمجھی ہے اور میں نے امت مسلمہ کو اس سے آگاہ کرنا شروع کیا ہے اور اللہ کا فضل ہے کہ میں نے ہر موڑ پر، ہر چوک پر، ہر بازار، ہر جلسہ میں شیعہ کے کفر پر مدلل گفتگو کی ہے اور میں نے شیعہ کو چیلنج بھی کیا ہے کہ اگر تمہیں میرا یہ لفظ (شیعہ کافر ہے) چبھتا ہے تو میرے خلاف ہائی کورٹ میں پرچہ درج کرو اور مجھے ملزم کی حیثیت سے طلب کرو اور اگر میں تمہارا کفر عدالت میں ثابت نہ کر سکوں تو میں عدالت عالیہ کو لکھ کر دوں گا کہ مجھے سر عام گولی مار دی

جائے۔ شیعہ کو جرات نہیں ہوئی کہ مجھے وہ اس عنوان پر عدالتی چیلنج کرے۔۔۔۔ ہم کوئی پاگل تو نہیں کہ کافر کافر، شیعہ کافر کہنے لگے۔ ہمارے پاس اس نعرے کے دلائل موجود ہیں بھی واضح کردوں کہ یہ نعرہ کافر کافر شیعہ کافر سپاہ صحابہ کی بنیاد ہے اور اس کو سپاہ صحابہ اور یہ منشور تصور کرلیں۔ یہ ایک الگ بات ہے کہ آج ہم کام کس انداز سے کر رہے ہیں اور کل کس انداز سے کریں گے۔ بہرحال ہمارا موقف یہی ہے کہ شیعہ کائنات کا بدترین کافر ہے۔ اب ہمارا حکومت سے بھی یہی مطالبہ ہے کہ اسمبلی یا عدالت میں شیعہ کے کفر کا اعلان کیا جائے اور اگر یہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں تو ہمارے ساتھ بات کرلیں اور اگر یہ غیر مسلم ہیں تو مسلم کی طرح حقوق کیوں حاصل کر رہے ہیں۔ مسلم کی طرح ماحول اور معاشرے میں گھسے ہوئے کیوں ہیں اور ان کے مسلم ہونے کی شہرت میں جو مسلم لڑکیاں ان کے نکاحوں میں جارہی ہیں اور یہ نکاح ہوتا ہی نہیں (نعوذ باللہ زنا ہے) تو ان کو بچانے کے لیے ہمارے پاس کیا طریقہ ہے کہ ہم سنی بچیوں کو اس عذاب سے بچالیں۔۔۔۔ پھر اب جو صورت حال ہے، وہ یہ ہے کہ اب شیعہ تو زیر زمین تربیت حاصل کر رہا ہے اور اس فوجی تربیت کا واضح مطلب یہ ہے کہ وہ خمینی انقلاب کے لیے اپنا راستہ ہموار کر رہے ہیں اور یہ ساری تربیت خمینی کے ایماء پر ہو رہی ہے اور یہ ساری چالیں حکومت کی نظر میں ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے شیعہ عمل ملیشیا کے نام پر پاکستان میں تنظیم بنائی ہے جو کبھی کہیں اور بنی ہوئی تھی اور اب اس کا دفتر یہاں بھی کھل چکا ہے۔ جس کا باقاعدہ منشور بھی ہے، جس کی فوٹو اسٹیٹ کاپی ہمارے پاس موجود ہے۔ اس میں انہوں نے کھل کر لکھا ہے کہ ہم اپنی عزاداری کے تحفظ کے لیے مسلح ہو کر آئیں گے اور ہم پوری قوت کے ساتھ مظاہرہ کریں گے۔ (الخ)

(ماہنامہ خلافت راشدہ" دسمبر، جنوری ۱۹۹۱-۱۹۹۲ء، ص ۱۲)

سپاہ صحابہ کب، کیوں اور کیسے بنی؟

خانپور میں مولانا جھنگوی رح کا منفرد خطاب:

خانپور ضلع رحیم یار خان میں مولانا حق نواز جھنگوی شہید رح نے سیرت عائشہ صدیقہ کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا "آج یہاں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کو خراج

تحسین پیش کرنے کے لیے مدعو کیا گیا ہے۔ ہم نے اپنی امی کا تذکرہ خیر کرنا ہے، اس کی عظمت کو جاننا ہے، بلکہ ان کی عظمت کا لوہا پاکستان کی سرزمین پر منوانا ہے۔ گرامی قدر، سیدہ عائشہ وہ عفت مآب عظیم تر خاتون ہیں، جس کو خاتم الانبیاء کی عزت ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ہر بیوی اپنے خاوند کا لباس ہوتی ہے۔ یہ الفاظ میرے نہیں، یہ الفاظ رب العالمین کے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے لباس لکم وانتم لباس لھن خالق نے ہر بیوی کو اپنے خاوند کا لباس گردانا ہے اور خاوند کو اپنی بیوی کا لباس گردانا ہے۔ اس آیت کو سامنے رکھ کر اس حقیقت کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ پیغمبر ﷺ کی بیویاں بھی پیغمبر کا لباس ہیں اور پیغمبر اپنی بیویوں کا لباس ہیں ---- جو شخص نبی کے لباس (حضرت عائشہ صدیقہؓ) پر لعنت بھیجتا ہے، جو شخص نبی کے لباس کو نجس مانتا ہے، جو شخص نبی کے لباس کو گالی دیتا ہے، رب محمد ﷺ کی قسم، وہ کائنات میں سب سے بڑا کافر ہے۔ نبی کے لباس پر کافر تنقید نہیں کر سکا۔ بنیا تنقید نہیں کر سکا، سکھ تنقید نہیں کر سکا۔ عیسائی تنقید نہیں کر سکا لیکن ایک شیعہ ہے جو پیغمبر کے لباس پر لعنت بھیجتا ہے۔ پیغمبر کے لباس کو گالی دیتا ہے۔ اب بھی شک ہے کہ شیعہ کافر نہیں۔ شیعہ کافر ہے۔ اگر شیعہ کافر نہیں تو پھر کائنات میں کوئی بھی کافر نہیں ہے ---- ایک شیعہ جو کائنات کا بدترین کافر ہے، جس نے میرے نبی کے لباس پر لعنت بھیجی، اب بھی فتویٰ لینے کے لیے کہ شیعہ کافر ہے کہ نہیں، مفتی کو سمجھاؤں۔ بڑے دکھ کی بات ہے ---- "چراغ مصطفوی د شرار بولہبی" کے نام سے کتاب لاہور سے شائع ہوئی ہے۔ ملک میں تقسیم ہوئی جس پر آج سے دو سال پیشتر میں نے شدید ترین احتجاج کیا اور احتجاج کے عوض مجھے تین ماہ ملتان جیل کی نظربندی کاٹنی پڑی لیکن آج تک وہ کافر موجود ہے، اس کی غلاظت موجود ہے۔ چراغ مصطفوی کا یہ بدنام ترین کافر مصنف پوری ڈھٹائی کے ساتھ الفاظ غلاظت کفر و دجل بکتے ہوئے تحریر کرتا ہے۔ سنو! عائشہ عورت ہے یا بندریہ --- تو سنی زندہ ہے اور پیغمبر کی بیوی کو باندری ---- تو سنی زندہ ہے --- تیری زندگی میں اس کے لیے کفر ---- رب محمدؐ کی قسم۔ اس رب کی قسم جو زمین و آسمان کا رب ہے۔ میں اپنی امی کی عزت آبرو کے تحفظ کے لیے وصیت لکھ چکا ہوں، اپنی اولاد کے نام۔ مر مٹوں گا لیکن پیغمبر کی ازواج طیبات کے خلاف بھونکنے والے کافر کو لوہے کی لگام دے کر مروں گا۔ وہ بھی مٹے گا، میں بھی مٹوں گا۔ پھر زیادہ دیر اس دھرتی پر امی کے خلاف نبی کی آبرو کے خلاف یہ کفر قابل برداشت نہیں ہے۔ آپ ہی کے ملک میں باقر مجلسی ملعون کی وہ غلیظ اور گند بھری کتاب موجود ہے جسے حق الیقین کہتے

ہیں۔ وہ کائنات کا کالا کافر کہتا ہے کہ جس دن مہدی نے آنا ہے' وہ عائشہ کی قبر کھود کر اس کے وجود پر کوڑے برسائے گا۔ ہم صرف احتجاج پر ہی نہیں رہنا چاہتے۔ ہم پاکستان کے آئین میں قانون سازی کرادیں گے۔ پاکستان کی پارلیمنٹ کو قانون سازی پر مجبور کردیا جائے گا اور ہم چاہتے ہیں کہ امہات المومنین کے گستاخ کے لیے سزائے موت مقرر ہو---- پیغمبر کی بیٹیوں کی گستاخ کے لیے بھی سزائے موت ہونی چاہیے۔ رب محمدؐ کی قسم' میرے پاس مضبوط ترین دلائل ہیں۔ میں یہ پختہ یقین رکھتا ہوں کہ شیعوں سے بڑا کافرماں نے آج تک اس دھرتی پر نہیں جنا---- شیعہ بنیا سے بڑا کافر ہے۔ شیعہ سکھ سے بڑا کافر ہے۔ یہ وہ اسباب ہیں جس کی بنا پر سپاہ صحابہ کو کھڑا کیا ہے۔ سن لو سینو! سپاہ صحابہ کیا ہے؟ منظم تحریک ہے' یلغار ہے' جرات' بہادری' شجاعت' جوانی' شباب اور ٹوٹ پڑنے کا نام سپاہ صحابہ ہے۔ سپاہ صحابہ کفر کے اڈے مسمار کرے گی۔ ہم مٹیں گے' مریں گے' لیکن پاکستان کی دھرتی پر سنیت کے کفر کا فیصلہ کرا کے جائیں گے۔ آپ گواہ رہیں۔ ہمارا یہی مشن تھا' یہی ہے اور یہی رہے گا۔ ہم فیصلہ کر چکے ہیں کہ ؎

فنا فی اللہ کی تہہ میں بقا کا راز مضمر ہے
جسے مرنا نہیں آتا اسے جینا نہیں آتا

(ماہنامہ "خلافت راشدہ" دسمبر ۱۹۹۳ء)

مولانا جھنگوی کی شہادت:

ہم نے بطور نمونہ مولانا جھنگوی مرحوم کی تقاریر کے اقتباسات یہاں پیش کیے ہیں۔ اس سلسلے میں مولانا کتنی آزمائشوں کے مراحل سے گزرے کہ آخر کار مولانا کو بتاریخ ۲۲ فروری ۱۹۹۰ء کو ان کے مکان کے دروازہ پر شہید کر دیا گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ حق تعالٰی مغفرت فرمائیں اور جنت نصیب ہو۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم "مولانا حق نواز جھنگوی مرحوم کی شہادت" کے عنوان کے تحت میں نے ماہنامہ "حق چار یار" مارچ' اپریل ۱۹۹۰ء کے شمارے میں ایک مفصل مضمون لکھا تھا۔ جس میں اخبارات کے اقتباسات بھی درج کیے تھے۔ چنانچہ جنگ راولپنڈی کے حوالے سے یہ لکھا تھا کہ جھنگ میں رات کے ۸ بجے کے قریب انجمن سپاہ صحابہ کے سرپرست اعلیٰ اور جمعیت علماء اسلام کے رہنما مولانا حق نواز جھنگوی کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ مولانا حق نواز اپنے گھر سے نکل کر قریب ہی شادی

کی ایک تقریب میں جا رہے تھے کہ نامعلوم حملہ آوروں نے ریوالوروں سے گولیوں کی بوچھاڑ کردی۔ گولیاں ان کے سر اور پیٹ اور گلے میں لگیں اور وہ موقع پر ہی دم توڑ گئے۔ مرحوم کے انتقال کی خبر سنتے ہی شہر میں کہرام مچ گیا اور ان کی میت دیکھنے کے لیے لوگ ہسپتال پہنچنا شروع ہوگئے۔ یاد رہے کہ انہوں نے گذشتہ جمعہ کو خطاب کرتے ہوئے عوام کو بتایا تھا کہ ان کے خلاف ایران' دوبئی اور پاکستان میں قتل کرنے کی سازش کا منصوبہ تیار کیا گیا ہے اور ان کے قتل کا منصوبہ ۲۰ اور ۲۵ فروری کے درمیان مکمل کیا جائے گا۔ لیکن مقامی انتظامیہ نے اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا۔ مولانا بالعموم حفاظتی گارڈ اپنے ساتھ رکھتے تھے لیکن جمعرات کو ان کے ساتھ کوئی حفاظتی گارڈ نہیں تھا۔ مولانا حق نواز کی عمر تقریباً ۳۸ سال تھی اور انہوں نے پسماندگان میں بیوہ اور تین بچے چھوڑے ہیں۔ (جنگ راولپنڈی' جمعہ ۲۳ فروری ۱۹۹۰ء)

میں نے اس مضمون میں بعنوان "سپاہ صحابہ کی خدمت میں" یہ لکھا تھا کہ..... مولانا حق نواز جھنگوی شہید مرحوم و مغفور سے میری ملاقات نہیں ہو سکی۔ ان کی تقریر کی دو کیسٹیں سنی ہیں۔ ایک تقریر سیاسی ہے' دوسری مذہبی۔ اس میں مجمع عام میں کافر کافر کے نعروں کے علاوہ اور بھی نعرے ہیں۔ مولانا جھنگوی کے حالات' واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شیعہ جارحیت کے مقابلے میں دفاع صحابہ کے جذبہ سے سرشار تھے اور ان پر ایک حال غالب تھا۔ وہ غلبہ حال کی وجہ سے معذور تھے اور اسی راہ میں جان دے دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ سپاہ صحابہ میں جو سنی جوان شامل ہوئے ہیں' وہ بھی دفاع صحابہ کا ایک جذبہ رکھتے ہیں اور یہ سب کچھ شیعہ جارحیت کا رد عمل ہے۔ لیکن ان سے یہ گزارش ہے کہ دفاع صحابہ اور عظمت صحابہ کی تبلیغ تو ہر سنی مسلمان کا مقصد اور مشن ہونا چاہیے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین رسالت محمدیہ علی صاحبها الصلوۃ والتحیہ کے عینی گواہ ہیں۔ وہ مجروح ہو جائیں تو رسالت بھی مجروح ہوتی ہے۔ العیاذ باللہ۔ لیکن طریق کار کافر کافر شیعہ کافر کے نعرے کو ایک مشن کے طور پر اختیار نہیں کرنا چاہیے۔ کسی شخص یا فرقے کا کافر ہونا اور بات ہے اور کافر کافر کے نعرے لگانا اس کی اور نوعیت ہے۔ تبلیغ حق تو فرض ہے۔ لیکن اس کی شرعی حدود بھی ہیں۔ قرآن مجید میں حق تعالیٰ نے معبودان باطلہ کو برا کہنے سے بھی منع فرمادیا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم (سورۂ انعام' رکوع ۱۳' آیت ۱۰۸) اور دشنام مت دو ان کو جن کی

لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں۔ پھر وہ براہ جہل حد سے گزر کر اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کریں گے۔ (ترجمہ مولانا تھانویؒ)

اس آیت کی تفسیر میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں:

"اوپر کے مضامین میں طریق مشرکین کا ابطال اور نیز مضامین مذکورہ کے ساتھ اس کی تبلیغ کا امر بھی کیا گیا۔ آگے مشرکین کے معبودان باطلہ کو سب و شتم کرنے سے مسلمانوں کو ممانعت فرما کر تبلیغ دین کے حدود قائم کرتے ہیں۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ غیر قوم سے مناظرہ کرنا تو جزو تبلیغ ہے۔ لیکن دشنامی اور دلخراش الفاظ ان کے معظمین کے حق میں کہنا ممنوع لغیرہ ہے کہ وہ ہمارے معبود برحق و معظم کی شان میں گستاخی کریں گے تو اس کے باعث ہم ہوئے (تفسیر بیان القرآن)

نیز لکھتے ہیں:

"اور بتوں کو برا کہنا فی نفسہ مباح ہے مگر جب وہ ذریعہ بن جائے ایک امر حرام یعنی گستاخی جناب باری تعالیٰ کا تو وہ بھی منہی عنہ اور قبیح ہو جائے گا۔ اس سے ایک قاعدہ شرعیہ ثابت ہوا کہ مباح جب حرام کا سبب بن جائے تو وہ حرام ہو جاتا ہے۔ (الخ) (بیان القرآن)

مذکورہ آیت اور اس کی تشریح کی روشنی میں ہم طریق کار کی اصلاح کر سکتے ہیں۔ شیعوں نے بھی بعض مقامات پر کافر کافر' سنی کافر اور کافر کافر دیوبندی کافر کے نعرے تحریر کر دیئے ہیں۔ العیاذ باللہ۔ ان کے مذہب میں تو لعن و تبرا پر عمل کیا جاتا ہے لیکن اہل سنت کا یہ معمول نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد لیس المومن بلعان (مومن لعنت کرنے والا نہیں ہوتا) حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقابلہ میں بت پرست اور مشرکین تھے۔ ان سے جہاد کی نوبت تو آئی لیکن صحابہ نے ان کے خلاف اس قسم کا مظاہرہ نہیں کیا۔ (حق چاریار' مارچ' اپریل' ۱۹۹۰ء)

لیکن سپاہ صحابہ کے قائدین نے ہماری مخلصانہ معروضات کو نظر انداز کر دیا اور جذبات کی رو میں بہہ کر ہر جلسہ' ہر اسٹیج اور ہر جلوس میں کافر کافر' شیعہ کافر کے نعروں کی گونج پیدا کی گئی۔ دیواروں اور چوراہوں پر بھی کافر کافر' شیعہ کافر کے نعرے لکھے گئے اور لعنت بر خمینی بے شمار کا ورد بھی شروع کر دیا گیا جس کے رد عمل میں شیعوں نے بھی اودھم مچایا۔ اس کشمکش اور ٹکراؤ کے نتیجہ میں جانبین میں سے کتنے قتل ہوئے' کتنے زخمی ہوئے۔

حتیٰ کہ پاکستان میں سنی شیعہ ٹکراؤ زور پکڑ گیا۔

فاروقی صاحب کی زندگی کا شاہکار انٹرویو:

سپاہ صحابہ کے سرپرست اعلیٰ مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی کا مفصل انٹرویو ماہنامہ خلافت راشدہ میں شائع ہوا جس کے بعض اقتباسات درج ذیل ہیں۔

پھر بدقسمتی سے ۷۹ میں جو خمینی کا انقلاب آیا تو پھر جب کام آگے بڑھتا رہا تو اس کے خلاف میں نے ۱۹۸۲ء میں ایک کتاب لکھی "خمینی ازم اور اسلام" تو وہ کتاب جب میں نے لکھی تو وہ دراصل خمینی کے بڑھتے ہوئے اثرات کی وجہ سے لکھی۔

۲۔ شیعہ مذہب کا مطالعہ کرنے سے پہلے شیعہ کے بارے میں میرا نقطہ نظریہ نہیں تھا، جو اب ہے۔ شیعہ کے بارے میں جو اختلاف ہے، میں یہی سمجھتا تھا کہ شیعہ کے ساتھ ہمارا تعزیہ کا؟؟؟ اختلاف ہے اور کوئی اختلاف نہیں ہے۔ شیعہ بھی ہماری طرح مسلمان ہے لیکن جس وقت مولانا حق نواز صاحب نے مطالعہ کیا اور ہم نے بھی مطالعہ کیا تو جس وقت وہ کتاب لکھنے کی نوبت آئی تو ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ شیعہ جتنے بھی کفار اس وقت دنیا کے اندر موجود ہیں، ان سب سے بڑا کافر ہے۔

سات نکاتی امن فارمولا:

مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی کی طرف سے "سنی شیعہ تنازعہ" کے حل کے لیے سپاہ صحابہ کی طرف سے صدر جناب فاروق احمد لغاری کو پیش کیا جانے والا سات نکاتی امن فارمولا جو ماہنامہ "خلافت راشدہ" میں شائع ہوا ہے، اس کے بعض اقتباسات درج ذیل ہیں۔

۱۔ السلام علیکم۔ دو فروری ۱۹۹۴ء کو اسلام آباد میں سینٹ کے الیکشن اور ملکی صورت حال پر ہونے والی ملاقات میں آپ نے شدید اصرار کے ساتھ شیعہ سنی تنازعہ کے مستقل حل کے لیے فارمولا پیش کرنے کے لیے کہا تھا۔ اس ملاقات میں وزیر اعلیٰ پنجاب منظور احمد وٹو اور مولانا محمد اعظم طارق بھی موجود تھے۔ اگرچہ یہ ملاقات پہلے سے طے شدہ کسی خاص موضوع کے لیے نہیں تھی۔ تاہم اس میں سب سے زیادہ بحث اس بات پر ہوئی کہ ملک میں بڑھتے ہوئے سنی شیعہ تنازعہ کو کیونکر کنٹرول کیا جائے۔۔۔۔ اگرچہ آنجناب کے سچے مسلمان اور شریف النفس ہونے کے بارے میں مخالفین بھی ہم زبان ہیں۔ تاہم شیعہ سنی تنازعہ کے حل

کیے۔ جس دکھ اور درد کا اظہار آپ نے فرمایا' اس جذبے کے تحت راقم نے چند سطور تحریر کی ہیں:

۱۔ ہمیں اس حقیقت کا اعتراف ہے کہ اختلاف کے باوجود کسی دور میں بھی اہل سنت کے کسی گروہ نے نہ تو شیعہ کو اپنے ملک سے نکالنے کا مطالبہ کیا ہے' نہ ان کے قتل عام کو جائز کہا۔ نہ ہی ان کے وجود کو ختم کرنے کی تحریک چلائی۔ کچھ عرصہ پہلے تک تحریک پاکستان اور تحریک ختم نبوت میں شیعہ اور سنی مل کر کام کرتے رہے۔ اختلاف کی اس خلیج کو وسیع سے وسیع کرنے کے لیے سب سے زیادہ رول جس امر نے ادا کیا' وہ ۱۱ فروری ۱۹۷۹ء کا ایرانی انقلاب ہے۔ خمینی صاحب جو ایرانی قوم کے پیشوا اور اس انقلاب کے بانی تھے' انہوں نے اس انقلاب کو اسلامی انقلاب کا نام دیا۔ دنیا بھر میں حکومتی سطح پر اس انقلاب کے اسلامی اور عوامی ہونے کی پبلسٹی کروائی گئی۔ دنیا بھر کی مسلم مملکتوں کے بیشتر سکالروں اور علماء نے اس انقلاب کی تحسین کی۔ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد جب خمینی صاحب کی کتاب "الحکومت الاسلامیہ" شائع ہوئی اور اس کے تیرہ زبانوں میں تراجم دنیا بھر میں پھیلائے گئے تو پورا عالم اسلام چونک اٹھا۔ کتاب مذکورہ کے ص (۴) پر خمینی صاحب نے تحریر کیا تھا کہ ہماری ضروریات دین میں یہ بات شامل ہے "ہمارے بارہ اماموں کے مرتبہ کو نہ کوئی نبی مرسل پا سکا ہے' نہ ہی رسول معظم اس مقام کو پہنچا ہے"۔ ظاہر ہے کہ دنیا بھر کے ڈیڑھ ارب مسلمانوں میں کسی فرقے کے کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہ تھا بلکہ ہر مسلمان یہی عقیدہ رکھتا ہے کہ انبیا سے برتر دنیا میں کوئی مخلوق نہیں۔۔۔۔ اس تحریر کے منظر عام پر آجانے کے بعد اسلامی دنیا ششدر اور پریشان رہ گئی کہ جس عقیدے کا ذکر انہوں نے کیا ہے' اس کا تو اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ ۱۹۸۱ء میں کشف اسرار شائع ہوئی۔ خمینی صاحب کی یہ کتاب اگرچہ پہلی مرتبہ ۱۹۳۵ء میں شائع ہوئی تھی لیکن انقلاب ایران کے بعد اسے دوبارہ طبع کروایا گیا۔ اس کتاب میں درج ذیل تصریحات دیکھ کر ایک مرتبہ پھر عالم اسلام میں اضطراب کی لہر دوڑ گئی۔

۱۔ ایسے خدا کو نہیں مانتے جو یزید و معاویہ و عثمان اور اس قبیل کے دیگر بدقماش قسم کے لوگوں کو امارت و حکومت سپرد کر دے۔ (ص ۱۰۷)

۲۔ قرآن میں تحریف ہو گئی جو قیامت تک کے لیے مسلمانوں کے لیے باعث شرم ہے جس بات پر یہودی و نصاریٰ پر گرفت کرتے تھے' وہ خود مسلمانوں سے ثابت ہو گئی۔ (ص ۱۱۴)

۳۔ ابن خطاب جو اس دنیا سے چلا گیا کے کلام سے اصل کفر و زندقہ ظاہر ہو گیا۔ (ص ۱۱۹)

اندریں صورت سب سے پہلے ہندوستان کے معروف عالم دین مولانا محمد منظور نعمانی نے "ایرانی انقلاب اور شیعت" لکھ کر اس نظریہ پر تنقید کی اور اسے خالص کفریہ نظریہ قرار دے کر خمینی صاحب کے اسلامی دعویٰ کو مسترد کر دیا۔ لبنان سے "جاء" دور المجوس مصرے ڈاکٹر غلمی کی تشریحات شائع ہوئیں---- پاکستان میں ایرانی حکومت کی طرف سے ۱۳ عدد خانہ فرہنگ ہائے ایران قائم کیے گئے اور ثقافت کے فروغ کے نام سے ان اداروں نے ملکی معاملات میں بری طرح مداخلت شروع کر دی۔ ہر سال ۱۱ فروری کو ایرانی انقلاب کی تقریبات میں شرکت کے لیے مختلف لوگوں کو ایران لے جایا گیا۔ سفارت خانے کی طرف سے خمینی کے نظریات کے فروغ کے لیے اخبارات میں ہر سال لاکھوں روپے کے اشتہارات شائع کروائے گئے۔ شیعہ کو سفارت خانہ کی طرف سے اسلحہ' روپیہ اور لٹریچر کی تقسیم کے کے تمام ریکارڈ توڑ دیے گئے۔ یونیورسٹیوں' کالجوں اور سکولوں میں خمینی کے لٹریچر کے بعد اسلام کی اصلی تصویر اور دین محمدی کا نورانی چہرہ تبدیل ہونے لگا۔ اسلام کے نام پر حضرت ابوبکر صدیق' حضرت عمر فاروق' حضرت عثمان کی تکفیر ہونے لگی۔ اسلام کے نام پر اماموں کا درجہ انبیاء سے بلند گردانا گیا۔ اندریں صورت علماء اور دین کے ورثاء کی طرف سے شدید رد عمل ظاہر ہوا۔ ایرانی انقلاب کے بعد شیعہ کی طرف سے پاکستان میں صحابہ کرام خلفائے راشدین کے خلاف لٹریچر کی بھرمار ہو گئی۔ جامعہ المنتظر لاہور کے صدر مدرس غلام حسین نجفی' کراچی کے عبدالکریم مشتاق' سرگودھا کے بشیر حسین بخاری' اشتیاق حسین جعفری' محمد حسین ڈھکو' مولوی محمد اسمٰعیل' محمد بشیر ٹیکسلا' حسین بخش جاڑا' اکبر شاہ کراچی کی طرف سے اس دوران خلفائے راشدین کے خلاف ایسی ایسی کتابیں شائع ہوئیں' جن میں صحابہ کرام کو اور خلفاء کو کافر' مرتد' منافق اور بدقماش تحریر کیا گیا۔ خمینی حکومت کی طرف سے ان تمام مصنفوں کو کروڑوں روپے کی امداد فراہم کی گئی۔ ایرانی سفارت خانے کی رقم سے خمینی کا وصیت نامہ صحیفہ انقلاب نفاذ فقہ جعفریہ پاکستان کی طرف سے لاکھوں کی تعداد میں ہر گھر میں پہنچایا گیا جس کے ص ۳۳ پر یہ عبارت تحریر ہے:

۱۔ میں پوری جرات کے ساتھ یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ عصر حاضر میں ملت ایران اور اس کے لاکھوں عوام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپاہی' ملت حجاز امیر المومنین اور حسین بن علی

صلوات اللہ و سلامہ علیہم کے زمانہ میں کوفہ و عراق کی قوم سے بہتر ہیں۔ یہ اہل حجاز ہیں کہ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مسلمین بھی آپ کی اطاعت نہیں کرتے تھے۔ صدر مملکت ان حالات میں آپ فیصلہ کریں کہ اسلامی نظریہ پر قائم ہونے والے ملک میں ایسے لٹریچر اور ایسی تحریروں پر رد عمل ظاہر ہونا فطری امر نہ تھے۔ شیعہ کا یہ اعتراض آپ نے بیان کیا تھا کہ وہ کہتے تھے کہ ہمیں جلسوں میں کافر کہا جا رہا ہے۔ آپ ہی فرمائیں۔ جب اسلام کی مخصوص شخصیات کو کھلے عام کافر تحریر کیا جائے۔ حکومت سالہا سال تک ان کتابوں کا نوٹس نہ لے اور ایرانی حکومت اس لٹریچر کی ترسیل جاری رکھے تو پھر اس کے جواب میں ایسی تحریروں کے مصنفین اور عقائد رکھنے والوں کو کیا مسلمان کہا جائے گا۔ اگر لادین عناصر اور سیکولر ذہنوں کو اس آویزش سے کوئی دلچسپی نہ بھی ہو تو دین محمد کے فدائی اور صحابہ کرام اور خلفائے راشدین کے ماننے والے تو بے حس نہیں ہو سکے۔۔۔۔۔ کس دن تک یہ نظریات اسلام کا پیرہن اوڑھے رہیں گے یا میثاق امن اور اتحاد بین المسلمین کے دعوے کب تک اس جارحیت پر نقاب ڈالتے رہیں گے۔ اسلام اور کفر کب تک جمع ہوتا رہے گا۔

محترم صدر صاحب! اگر پاکستان کے شیعہ یا ایرانی حکومت یہ چاہتی ہے کہ سپاہ صحابہ ان پر تنقید نہ کرے اور انہیں بر سر عام کافر نہ کہے۔ یا شیعہ سنی تنازعہ پاکستان اور ایران سمیت ہر جگہ طے پا جائے تو ایسی تحریروں کی موجودگی میں محال ہے۔

اختلاف یہ ہے کہ ہماری مسلم شخصیات کو کافر مرتد نہ کہا جائے۔ خلاف حقیقت اذان نہ بلند کی جائے۔ تحریف قرآن کے عقائد نہ پھیلائے جائیں۔ صحابہ کرام کا نام لے کر انہیں دنیا کے سب سے برے لوگ نہ قرار دیا جائے۔۔۔ اگر وہ چاہتے ہیں کہ انہیں کافر نہ کہا جائے تو اس کا واحد حل یہ ہے کہ عالم اسلام کی برگزیدہ شخصیات کی موجودگی میں وہ ہمیں اپنے اسلام کے بارے میں مطلع کریں۔ کلمہ طیبہ کی تبدیلی، عقیدہ تحریف قرآن، تکفیر صحابہ، عقیدہ امامت کے بارے میں ہمارے اعتراضات کا جواب دیں۔ (الخ) (ماہنامہ خلافت راشدہ، جون ۱۹۹۴ء)

مولانا اعظم طارق کی تحریر:

سپاہ صحابہ کے نائب سرپرست مولانا اعظم فاروق ایم۔ این۔ اے کی ایک تحریر بعنوان "مولانا حق نواز جھنگوی شہید اور ان کی لازوال جدوجہد" ماہنامہ خلافت راشدہ میں شائع

ہوئی ہے جس کے اہم اقتباسات حسب ذیل ہیں:

۱۔ مولانا شہید نے ۶ ستمبر ۱۹۸۵ء کو جھنگ صدر کے چند نوجوانوں کو اکٹھا کر کے اس مشن کے لیے ایک مستقبل پلیٹ فارم تشکیل دیا۔ محلے کے جوانوں کو جمع کر کے آپ نے انجمن سپاہ صحابہ کے نام سے ایک چھوٹی سی انجمن قائم کی۔

۲۔ چار پانچ سال کے اندر اندر سپاہ صحابہ ملک کی سب سے بڑی دینی قوت بن کر ابھری اور پورے ملک پر چھا گئی۔ اس طرح وہ سفر جو مولانا نے اکیلے جھنگ کے ایک محلے سے شروع کیا تھا' اس کے لیے آپ کو ملک میں لاکھوں شرکاء سفر مل گئے۔ سپاہ صحابہ کا مشن جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے' محض شیعہ کے ان عقائد سے عام مسلمانوں کو آگاہ کرنا تھا کہ ان عقائد کا حامل کوئی شخص ہو یا گروہ۔ اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں رہتا۔

۳۔ مولانا نے اپنے پرامن مشن کو دو حصوں یا دو حلقوں میں تقسیم کیا تھا۔ پہلا مرحلہ عوامی رائے عامہ ہموار کرنے کا تھا کہ عوام الناس کو اس عظیم فتنہ سے آگاہ کیا جائے اور دوسرا مرحلہ قانون ساز اسمبلی سے ناموس صحابہ کے تحفظ کے لیے بل منظور کروانے اور دشمن صحابہ و منکرین قرآن کو قادیانیوں کی طرح آئین پاکستان میں غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کا تھا اور ان دونوں مرحلوں کی کامیابی کا عقلی تقاضا یہ تھا کہ دونوں مراحل امن و آشتی کی فضا میں مکمل کیے جائیں۔ کیونکہ نہ تو عوام لاٹھی کے زور سے کوئی نظریہ قبول کرنے پر آمادہ ہو سکتے ہیں' نہ ہی قانون ساز اسمبلی اتنا اپاہج ادارہ ہے کہ دہشت و تخریب کے بل بوتے پر اس سے کوئی قانون اگر وہ بھی ایسا قانون منظور کروایا جا سکے جس کی رو سے ایک طبقہ کو مستقل طور پر اسلام کے پاکیزہ جسم سے نکال پھینکنے کا فیصلہ کیا جا رہا ہو۔

۴۔ اسی مقصد کے تحت مولانا شہید نے ۱۹۸۸ء کے الیکشن میں حصہ لیا اور اسی ایک نعرے پر جو سپاہ صحابہ کے مشن کا بنیادی اور امتیازی نعرہ ہے' وہ الیکشن لڑا مگر بوجوہ اس الیکشن کا فیصلہ آپ کے حق میں نہ ہوا۔ الیکشن میں ناکامی کے بعد مولانا نے اپنے مشن کو مزید آگے بڑھایا مگر الیکشن کے دوران جس طرح آپ کی سیاسی طاقت سامنے آئی تھی' شیعہ جاگیرداروں نے اس کا خطرہ بھانپ لیا تھا۔ انہیں محسوس ہو چلا تھا کہ اب حق نواز محض مذہبی لیڈر نہیں' جس کو یہاں فرقہ واریت کا شور مچا کر دبا دیا جائے بلکہ مستقبل میں وہ جھنگ کی قسمت کا مالک بن چکا ہے۔ لہٰذا جب تک اس خطرے کو ہمیشہ کے لیے ٹال نہیں دیا جاتا' تب تک ہماری سیاسی زندگی اور بقاء خطرے میں رہے گی۔ چنانچہ ۲۲ فروری ۱۹۹۰ء کو رات آٹھ

گئے آپ کو شہید کردیا گیا۔ شہادت سے چھ روز قبل آپ نے خطبہ جمعہ میں عوام کو مطلع کیا کہ مجھے بیرون ملک سے فون پر مطلع کیا گیا ہے کہ ایران نے مجھے' مولانا عبدالستار تونسوی اور دیگر علماء کو قتل کرنے کا منصوبہ تیار کیا ہے اور چند افراد کو تربیت دے کر پاکستان بھیج دیا ہے۔ آپ نے صدر پاکستان کے نام ایک ٹیلی گرام بھی ارسال کیا مگر حکومتی حلقوں اور مقامی انتظامیہ کی طرف سے آپ کی حفاظت کے لیے معمولی سا انتظام بھی نہیں کیا گیا۔ چنانچہ پروگرام کے مطابق ۲۲ فروری کی شام آپ کو اپنے گھر کے دروازے پر شہید کر دیا گیا۔

(ماہنامہ خلافت راشدہ' مارچ ۱۹۹۴ء)

حضرت مہدی اور اعظم طارق:

مولانا اعظم طارق نے جامع مسجد مولانا جھنگوی شہید جھنگ میں ۲۲ اپریل ۱۹۹۴ء کو شیعوں کے بارہویں امام (حضرت مہدی) کے بارے میں جو کچھ کہا ہے' اس کے چند اقتباسات درج ذیل ہیں:

۱۔ میرے الفاظ سماعت فرمانے والی اسلامی ماؤں' بہنوں' گزشتہ جمعہ کی غیرحاضری کے بعد آپ حضرات کے سامنے ۲۲ اپریل ۱۹۹۴ء کی تاریخ میں پھر حاضری کا اور آپ کی زیارت اور مخاطب ہونے کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔ گزشتہ سے پیوستہ جمعہ میں میں نے آپ حضرات کے سامنے ایک عنوان' ایک نئے' اچھوتے انداز میں گفتگو کا آغاز اور شیعت کی اس دکھتی ہوئی رگ پر ہاتھ رکھا تھا۔ میں نے عرض کیا تھا کہ ہمارے ساتھ ہمیشہ سے یہ پرابلم اور یہ مسئلہ رہا کہ شیعت جب چاہتی' اپنے نجس اور ناپاک زبان کے ساتھ تبرا بازی کا بازار گرم کرتی چلی گئی۔ وہ لمحات کس قدر فکر انگیز اور انتہائی تکلیف دہ ہوتے ہیں جب اصحاب رسول پر شیعت کی طرف سے الزامات' تہمت' طعن کے ساتھ ساتھ پیغمبر کی جماعت پر لعنت اور کفر کے فتووں کی بھرمار ہو رہی ہوتی ہے۔ لیکن ایک دردمند انسان یہ سب کچھ سن کر' پڑھ کر اپنا دل مسوس کر رہ جاتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ اگر اس میں جذبہ اور جوش ایمانی حرارت میں آئے تو وہ شیعہ کے کفر کا اعلان کرنے لگتا ہے۔ اس کے کفر کے نعرے مارنے لگتا ہے لیکن یہ بات شیعت کے اس حملے کا جواب نہیں۔ اصحاب رسول پر تبرا کا بدلہ شیعہ کو کافر کہنے سے پورا نہیں ہوتا۔

۲۔ میں بڑی گہرائی کے ساتھ' بڑی عرق ریزی کے ساتھ اس مسئلے کو غور سے دیکھ کر

اس سوچ میں مبتلا رہا کہ کوئی ایسا انداز' کوئی ایسا طریقہ کار کہ جس طرح شیعیت ہمارے دلوں پر چرکے لگاتی ہے' ہم تھوڑا سا اس انداز کو استعمال کریں۔ اس انداز سے شیعیت پر حملہ آور ہوں کہ وہ بھی تڑپ کر رہ جائے۔ اب مجھے ایک شخصیت دریافت ہو گئی ہے۔ ایک ایسا امام مل گیا ہے کہ جس کے بارے میں واضح طور پر کہتا ہوں کہ گیارہ کو چھیڑنا نہیں اور اس بارہویں امام کو چھوڑنا نہیں۔

۳۔ حق الیقین ص ۳۶۰ پر لکھا ہے کہ جب ہمارا امام ظاہر ہو گا' مادر زاد برہنہ ہو گا۔ سب سے پہلے جو اس ننگے امام کے ہاتھ پر بیعت کرے گا' محمد کی ذات ہو گی۔ (نعرے کافر کافر شیعہ کافر)

جو قوم میرے پیغمبر کو بارہویں امام کا مقتدی' بارہویں امام کے ہاتھ پر بیعت کرنے والا قرار دیتی ہے' میں اس قوم پر بھی لعنت کرتا ہوں۔ اس قوم کے امام پر بھی لعنت کرتا ہوں۔ (نعرے کافر کافر شیعہ کافر)

گویا کہ تمہارا بارہواں امام مومن نہیں یہودیوں کا ایجنٹ ہے۔

۴۔ ایسا بارہواں امام جو نبی سے بیعت لینا چاہتا ہے' جو سینوں کو قتل کرنا چاہتا ہے' جو نبی کا روضہ گرانا چاہتا ہے مجھے کبھی مل جائے تو منہ کالا کر کے گدھے پر بٹھا کر جوتوں کا ہار ڈال کر جھنگ کے بازار میں نہ گھماؤں تو اعظم طارق نہ کہنا (نعرے للکار ہے' للکار ہے' شیر کی للکار ہے)

۵۔ یہ بے ایمان' یہ کالا امام' یہ کتے کی نسل..... سب سے پہلے اس کتے کے بچے کو گیارہویں امام کا بیٹا تو ثابت کرو........ یہ تو پیدا ہی نہیں ہوا کنجر' یہ کتے کی اولاد تو ہو گا۔ گیارہویں امام کی اولاد نہیں....... باہر نکالو اس ظالم کو' اس کافر کو۔ شیطان کے نطفے کو' ابلیس کے ایجنٹ کو۔ ہلاکو اور چنگیز کے نطفے کو۔ اس بدمعاش کو...... اگر میری قوم نے کوڑے مار مار کر اس کے ٹکڑے نہ اڑا دیے تو مجھے جھنگوی کا نطفہ نہ کہنا۔ تمہاری ایسی تیسی (نعرے شیعوں پر لعنت بے شمار) تمہارا امام' لاؤ اسے اس کے منہ میں پیشاب نہ کیا تو سپاہ صحابہ نہ کہنا۔ سپاہ صحابہ والے مل کر کریں گے۔

مولانا اعظم کی تقریر کے مندرجہ اقتباسات ان کی تقریر کی کیسٹ سے نقل کیے گئے ہیں۔ موصوف نے شیعہ جارحیت کے جواب میں جو انداز اختیار کیا ہے' یہ اسلام اور انسانی اخلاق کے منافی ہے۔ بارہویں امام کو کتے کی نسل اور شیطان کا نطفہ کہنا اور سپاہ صحابہ کا اس

میں پیشاب کرنے کا پروگرام بنانا۔ اس قسم کے الفاظ مقرر کی انتہائی گراوٹ اور بازاری پن کا مظاہرہ ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ مولانا موصوف یہ تاویل کرتے ہیں کہ انہوں نے شیعوں کے بارہویں امام کے بارے میں کہے ہیں۔ خواہ کسی فرضی امام کو سامنے رکھ کر ہی کہا جائے۔ ایسے الفاظ کسی عالم دین، معمولی عقل و شعور رکھنے والے انسان کی زبان پر بھی نہیں آسکتے۔ البتہ شیعوں کے ایک مصنف مولوی غلام حسین نجفی ایسی شخصیت ہیں، جو اس قسم کی زبان استعمال کرتے ہیں۔ لیکن مولانا اعظم طارق تو سپاہ صحابہ کے نائب سرپرست اور ایم۔این اے ہیں۔ ان کو تو اپنے مذہبی منصب کا خیال رکھنا چاہیے تھا۔

۲۔ بارہویں امام سے مراد حضرت امام مہدی ہیں جن کو سنی اور شیعہ دونوں مانتے ہیں۔ شیعوں کے عقیدے میں وہ ۲۵۶ھ میں پیدا ہوئے اور پانچ سال کی عمر میں غائب ہو گئے اور اب تک غائب ہیں۔ قرب قیامت میں آپ کا ظہور ہو گا۔ (عقائد الشیعہ، ص ۵۴، مولفہ ادیب اعظم مولوی ظفر حسن امروہوی)

لیکن اہل سنت والجماعت کے نزدیک وہ ابھی پیدا نہیں ہوئے، قرب قیامت میں پیدا ہوں گے اور آپ امت کے آخری مجدد ہوں گے۔ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد صاحب محدث مدنی رحمۃ اللہ نے چالیس احادیث سے حضرت امام مہدی کا آنا ثابت کیا ہے۔ یہ رسالہ غیر مطبوعہ ہے۔ جس کی اطلاع ماہنامہ دارالعلوم دیوبند میں شائع ہوئی ہے لیکن شیعہ علماء کو بھی اس امر کا احساس ہونا چاہیے کہ شیعہ رئیس المحدثین علامہ باقر مجلسی نے جو اپنی کتاب "حق الیقین" میں لکھا ہے کہ:

"سب سے پہلے امام مہدی کی بیعت رسول خدا کریں گے اور پھر حضرت علی۔ امام مہدی ام المومنین زوجہ رسول حضرت عائشہ صدیقہ پر حد جاری کریں گے اور مدینہ منورہ میں حضور خاتم النبیین رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مقدسہ میں مدفون حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کو قبر سے باہر نکال کر ان کو زندہ کریں گے۔ پھر قتل کریں گے۔ اسی طرح ہزار مرتبہ ان کو زندہ اور قتل کریں گے"۔

کیا قرب قیامت میں بارہویں امام حضرت مہدی اسی قسم کے کارنامے سرانجام دینے کے لیے آئیں گے۔ کیا ہادی و مہدی دوران کا اصلاحی اور تجدیدی کردار ایسا ہی ہونا چاہیے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حق الیقین فارسی مطبوعہ ایران بھی ہمارے پاس ہے اور مترجم اردو بھی ہمارے پاس

ہے۔ اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ امام مہدی کافروں سے پہلے سینوں کو اور ان کے علماء کو قتل کریں گے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اس قسم کے عقائد اور نظریات کے باوجود پھر شیعہ علماء علمائے اہل سنت کو کیوں اتحاد کی دعوت دے رہے ہیں اور جانشین امام زمانہ خمینی صاحب کس عقیدہ کی بنا پر سنی وشیعہ اتحاد کے داعی بنے رہے۔ آپ کے امام زمانہ تو اہل سنت کو قتل کریں اور دور حاضر کے شیعہ ان سے دینی بھائی چارہ قائم کر رہے ہیں۔ اب ان دونوں کرداروں میں کس کا تقیہ قابل تسلیم ہو سکتا ہے۔

سپاہ محمد:

شیعہ جارحیت کے ردعمل میں انجمن سپاہ صحابہ قائم ہوئی اور سپاہ صحابہ کے غلو کے ردعمل میں شیعوں نے سپاہ محمد قائم کر لی۔

امام مہدی کانفرنس لاہور:

۱۱ نومبر ۱۹۹۴ء کو موچی دروازہ لاہور میں سپاہ محمد کی طرف سے امام مہدی کانفرنس منعقد کی گئی تھی جس کی کارروائی اخبارات میں شائع ہوئی۔ ہم یہاں نوائے وقت کے حوالے سے بعض اقتباسات پیش کرتے ہیں۔

۱۔ لاہور سپاہ محمد کے مرکزی راہنماؤں اور علمائے کرام نے امام مہدی کی شان میں گستاخی کرنے والوں کو واجب القتل قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ سپاہ محمد کا ہر جوان گستاخ امام مہدی کو اپنے ہاتھ سے قتل کرے گا اور اس کا سر نیاز بیگ چوک پر لٹکایا جائے گا جس پر سنگ ریزی بھی کی جائے گی۔ ہم حکومت پنجاب کو بھی انتباہ کرتے ہیں کہ مخصوص مذہبی' سیاسی جماعت کی سرپرستی ترک کر دے ورنہ حکمرانوں اور ان کی نسلوں کے لیے پاکستان کی زمین تنگ کر دیں گے۔ ہم جیالے پولیس اور سول افسروں کو بھی متنبہ کرتے ہیں کہ اگر سپاہ محمد کے کسی راہنما یا کارکن کے گھر میں پولیس داخل ہوئی تو ضلع کا ڈپٹی کمشنر اور ایس۔ پی ہم سے بچ نہیں سکے گا۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ ہمارے پاس اتنا اسلحہ ہے کہ پنجاب پولیس نے کبھی خواب میں بھی نہیں دیکھا ہو گا اور دو ماہ میں ہمارے اسیر کارکنوں کو رہا نہ کیا گیا تو جیلیں' بیڑیاں' ہتھکڑیاں توڑ دیں گے۔ اب ایک جنازہ اٹھانے سے پہلے مخالفین کو دس لاشیں اٹھانی

...ں گی اور کہا کہ حکمرانوں کے سینے لوہے کے بنے ہوئے نہیں ہیں کہ ان سے گولیاں نہ گزر

ان خیالات کا اظہار جمعہ کے روز لاہور کے تاریخی باغ بیرون موچی دروازہ میں سپاہ
...کے زیر اہتمام گولیوں کی تڑتڑاہٹ میں منعقد ہونے والی ناموس امام مہدی کانفرنس میں
خطاب کرتے ہوئے مختلف مقررین نے کیا۔ کانفرنس کی صدارت مولانا رضا موسوی نے کی
جب کہ اس سے سپاہ محمد پاکستان کے سالار اعلیٰ علامہ سید غلام رضا نقوی، چیئرمین علامہ
ابوالحسن نقوی، مرکزی سالار مولانا مرید عباس یزدانی، مرکزی صدر منور عباس علوی۔۔۔ اور
قاری نور المصطفیٰ سمیت متعدد مقررین نے خطاب کیا۔۔۔ مقررین نے پنجاب حکومت کو
شدید کا زبردست نشانہ بناتے ہوئے وفاقی حکومت سے مطالبہ کیا کہ وزیر اعلیٰ کو فوراً معطل
کریں۔ شرکائے کانفرنس نے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں منظور احمد وٹو اور ایک مذہبی سیاسی
جماعت کے راہنماؤں کے خلاف زبردست نعرے بازی کی اور گستاخ امام مہدی کے قتل کا
حلف بھی لیا۔ سپاہ محمد کے مرکزی سالار اعلیٰ علامہ سید غلام رضا نقوی نے کہا کہ مجھے میری
والدہ نے حکم دیا ہے کہ گستاخ امام مہدی کو اپنے ہاتھ سے قتل کرو ورنہ دودھ نہ بخشوں گی۔
الخ (نوائے وقت راولپنڈی، ۱۲ نومبر ۱۹۹۴ء)

۲۔ ہفت روزہ رضا کار لاہور میں امام مہدی کانفرنس کی جو کارروائی شائع ہوئی ہے، اس
میں بھی لکھا ہے کہ سپاہ محمد پاکستان کے جرنیل اور مرکزی سالار جناب علامہ غلام رضا نقوی
نے موچی دروازہ لاہور کی گراؤنڈ میں منعقدہ ناموس امام مہدی کانفرنس کے ہزاروں شرکاء
سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دہشت گردوں اور سپاہ کفر کی سرپرستی کرنے والے حکمرانوں
اور ان کی نسلوں پر پاکستان کی سرزمین تنگ کر دیں گے۔

جھلکیاں:

اسلحہ بردار نوجوان اور ڈنڈا بردار ملنگ۔
شاتم فرزند رسول سے انتقام کے نعرے۔
مولانا غلام رضا نقوی کی آمد پر زبردست فائرنگ۔
اعظم طارق بھاگو غلام رضا نقوی آگیا۔
کلاشنکوف ہمارے لیے کھلونا ہے۔

گولی کسی کے سینے پر لگ سکتی ہے۔

قرارداد..... اعظم طارق واجب القتل ہے اسے پھانسی دی جائے۔

(ہفت روزہ "رضا کار" لاہور' ۱۶-۸' نومبر ۱۹۹۴ء)

دھمکیاں اور بڑھکیں:

اس امام مہدی کانفرنس میں سپاہ محمد نے اپنی قوت کا بھرپور مظاہرہ کیا۔ حکومت کو بھی دھمکیاں دیں۔ قانون اس نے ہاتھ میں لیا۔ سپاہ صحابہ کے نائب سرپرست اعلیٰ مولانا اعظم طارق ایم۔ این اے کو واجب القتل قرار دیا اور یہ بھی کہا گیا کہ اعظم طارق کو ہم اپنے ہاتھ سے قتل کریں گے۔ اس کے باوجود گورنر پنجاب یا وزیر اعلیٰ نے ان کا کوئی سخت نوٹس نہیں لیا لیکن جب سپاہ محمد والوں نے بذریعہ فیکس گورنر پنجاب کو براہ راست دھمکیاں دیں تو انہوں نے اپنی عزت اور آبرو کے تحفظ کے لیے حاکمانہ لہجہ میں اپنی زبان کھولی اور پریس کانفرنس میں انتہائی تحکمانہ انداز میں فرمایا کہ صوبے میں مسلک کی بنیاد پر کسی کو بھی قتل عام اور امن عامہ خراب کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ فرقہ وارانہ گروہوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ حکومتوں کو دھمکیاں دینا سخت مہنگا پڑتا ہے۔ کیونکہ جو حکومت کسی کی دھمکیوں سے مرعوب ہو جائے' وہ حکومت کرنے کی حقدار نہیں ہوتی۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے ہفتہ کی شام یہاں گورنر ہاؤس میں ایک پریس کانفرنس میں خطاب کے دوران کیا۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ صوبائی حکومت نے اس معاملے میں بہت رواداری سے کام لیا ہے۔ (الخ) (نوائے وقت راولپنڈی' ۱۵ جنوری ۱۹۹۵ء)

گورنر پنجاب چودھری الطاف حسین نے ان فرقہ وارانہ جنگجو گروہوں پر جب مضبوط ہاتھ ڈالا اور دونوں طرف کے بڑے بڑے بڑھک مار لیڈروں کو گرفتار کر لیا تو اس کے بعد ان کی سوچ میں تبدیلی آئی۔ حتیٰ کہ سپاہ صحابہ کے مولانا اعظم طارق نے سنی شیعہ قضیہ کے حل کرنے کے لیے قاضی حسین احمد کو ثالث تسلیم کر لیا اور یوں مودودی سربراہ کو لیڈری چمکانے کا موقعہ مل گیا۔ وہ ایران گئے۔ خامنائی سے ملاقات کی۔ پھر منصورہ میں تحریک جعفریہ کے سربراہ مولوی ساجد علی نقوی کی قاضی حسین احمد سے ملاقات ہوئی۔ مودودی شیعہ گٹھ جوڑ نے مولانا سمیع الحق صاحب سے رابطہ قائم کیا۔ ان کے ذریعہ سپاہ صحابہ کے قائدین کو اس گٹھ جوڑ میں شامل کیا گیا۔ (اور وہ پہلے بھی اس کے لیے تیار بیٹھے تھے) اور یوں پہلی دفعہ

تحریک جعفریہ اور سپاہ صحابہ کے اتحاد کی بنیاد رکھی گئی۔

ملی یکجہتی کونسل کا قیام:

ملی یک جہتی کونسل کا پہلا اجلاس ۲۴ مارچ ۱۹۹۵ء کو اسلام آباد کے ایک ہوٹل میں منعقد ہوا۔ جس کے داعی مولانا سمیع الحق صاحب سینیٹر مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک و جنرل سیکرٹری جمعیت علمائے اسلام (س) تھے۔ اس اجلاس میں حسب ذیل ۱۴ جماعتوں کے نمائندے شامل تھے۔

جمعیت علمائے اسلام (س گروپ)

حضرت مولانا سمیع الحق، مولانا قاضی عبداللطیف، مولانا عبدالرحیم نقشبندی، میاں محمد عارف، ندیم اقبال اعوان، مولانا محمد یوسف شاہ۔

۲- جمعیت علمائے پاکستان:

حضرت مولانا شاہ احمد نورانی، شاہ فرید الحق، جنرل کے۔ ایم اظہر، صاحبزادہ سید اکرم شاہ۔

۳- جماعت اسلامی پاکستان:

جناب قاضی حسین احمد، سید منور حسن، پروفیسر خورشید احمد، چودھری اسلم سلیمی، مولانا گوہر الرحمٰن، مولانا عبدالمالک

۴- سواد اعظم پاکستان:

مولانا اسفندیار صاحب

۵- تحریک منہاج القرآن:

سید حسین احمد شاہ، محمد عبدالحئی نظامی، کوثر اعوان

۶- جمعیت علمائے اسلام (ف):

مولانا اجمل خان۔

۷۔ تحریک فقہ جعفریہ:

علامہ ساجد علی نقوی، سینیٹر سید جواد ہادی، علامہ افتخار حسین نقوی، مظہر گیلانی، علامہ محمد حسین نجفی، انور علی۔

۸۔ جمعیت اہل حدیث پاکستان:

پروفیسر ساجد میر، میاں فضل حق، مولانا عبدالعزیز، مولانا معین الدین لکھوی

۹۔ جمعیت علمائے پاکستان (نیازی گروپ):

مولانا عبدالستار خان نیازی، صاحبزادہ فضل کریم، انجینئر سلیم اللہ خان۔

۱۰۔ سپاہ صحابہ پاکستان:

مولانا ضیاء القاسمی، مولانا صدیق احمد، یوسف مجاہد، مولانا محمد نواز بلوچ، حافظ طاہر محمود اشرفی۔

۱۱۔ حزب جہاد:

آغا مرتضیٰ پویا، علی غضنفر کراروی۔

۱۲۔ جماعت اہل حدیث:

عارف سلیمان روپڑی

۱۳۔ تبلیغی جماعت:

مفتی ضیاء الحق۔

اشاعت توحید و سنت:

مولانا اشرف علی۔

(منقول از ماہنامہ الحق' اکوڑہ خٹک' مارچ ۱۹۹۵' ص ۹)

مولانا شاہ احمد نورانی کو اس کونسل کا صدر اور مولانا سمیع الحق صاحب کو جنرل سیکرٹری
یا گیا ہے۔ یہاں یہ ملحوظ رہے کہ جمعیت علمائے اسلام (س) کے مولانا عبدالرحیم نقشبندی
تہم دارالعلوم حنفیہ چکوال' سپاہ صحابہ ضلع چکوال کے سرپرست بھی ہیں اور سپاہ صحابہ کے
مولانا ضیاء القاسمی صاحب سپاہ صحابہ کی سپریم کونسل کے صدر اور مولانا محمد نواز بلوچ
گوجرانوالہ) سپاہ صحابہ صوبہ پنجاب کے صدر اور یوسف مجاہد صاحب سپاہ صحابہ پاکستان کے
جنرل سیکرٹری ہیں۔

تبصرہ:

الحق میں قومی و ملی یک جہتی کانفرنس کا جاری کردہ جو متفقہ اعلامیہ شائع ہوا ہے' اس
کے نمبر ۶ کے تحت لکھا ہے کہ یہ اجلاس کسی بھی اسلامی فرقہ کو کافر قرار دینے کو غیر اسلام اور
قابل نفرت فعل سمجھتا ہے۔ (ص ۱۰)

اور اس کو مولانا ضیاء القاسمی صاحب مولانا نواز بلوچ صاحب اور جنرل سیکرٹری سپاہ
صحابہ پاکستان جناب یوسف مجاہد صاحب نے تسلیم کر لیا ہے اور مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی'
سرپرست اعلیٰ انجمن سپاہ صحابہ پاکستان اور نائب سرپرست اعلیٰ مولانا اعظم طارق صاحب نے
بھی (جو روپوش ہیں) اس ملی یک جہتی کونسل کے فیصلوں کی تائید کر دی۔ اس کے بعد سواد
اعظم کے مولانا اسفندیار صاحب کی دعوت پر کراچی میں ۹ اپریل کو جو کونسل کا اجلاس رکھا گیا'
اس میں سپاہ محمد کی طرف سے ان کے جرنیل مرید عباس یزدانی صاحب بھی شریک ہوئے ہیں
اور کونسل نے ان کی رکنیت کی بھی منظوری دے دی ہے۔

سپاہ صحابہ کا انجام:

سپاہ صحابہ کا آغاز طوفان سے ہوا اور انجام جھاگ پر۔ گویا کہ یہ ایک بلبلہ تھا پانی کا۔
سپاہ صحابہ کے بانی مولانا حق نواز جھنگوی شہید مرحوم نے جو نعرہ لگایا تھا اور جس نعرے کو لے
کر آپ میدان میں آئے اور کافر کافر شیعہ کافر کو آپ نے سارے پاکستان میں بطور ایک
مخصوص مشن کے پھیلایا تھا اور جھنگوی مرحوم کی کیسٹیں سنا سنا کر سنی جوانوں کو مشتعل کیا'
شیعوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا اور اسی کو سپاہ صحابہ کا اصل مقصد قیام ظاہر

کیا۔ جیساکہ جھنگوی، فاروقی اور اعظم طارق کے سابقہ منقولہ بیانات سے واضح ہوتا ہے۔ جگہ آپ نے بلا ضرورت شیعوں سے تصادم کی پالیسی اختیار کی۔ سینکڑوں سنی جوان زخمی ہوئے۔ کتنے قتل اور شہید ہوئے اور کتنے جیلوں میں قید و بند کی زندگی گزار رہے ہیں۔ لیکن اچانک آپ حضرات نے سنی شیعہ اتحاد کی سیاست اپنائی اور ملی یک جہتی کونسل کے نام سے آپ اور شیعہ ایک ہی دین وملت کے رکن بن گئے۔ اس طرح سے آپ نے شیعوں کو دین وملت کی سند دے دی اور پہلے ہی اجلاس میں آپ نے تسلیم کرلیاکہ کسی اسلامی فرقہ کو کافر نہیں کہاجائے گا۔ جن عقائد کی بنیاد پر آپ کافر کافر شیعہ کافر کے نعرے کو ضروری سمجھتے تھے، یعنی عقیدہ امامت، تحریف قرآن، انکار خلافت راشدہ اور کلمہ و اذان کی تبدیلی وغیرہ تو کیا اس ملی کونسل میں شریک شیعہ علماء نے اپنے ان عقائد سے توبہ کرلی ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اس ملی یک جہتی کونسل کی کارروائی کو بیان کرتے ہوئے تحریک جعفریہ کے سربراہ ساجد علی نقوی صاحب نے تو واضح الفاظ میں یہ کہہ دیا ہے کہ شیعہ عقائد صدیوں سے ہیں۔ ان میں نہ تو تبدیلی ہوسکتی ہے اور نہ ہی کسی کو تبدیلی کا حق ہے۔ اب قومی یک جہتی کونسل میں حق کو کامیابی ہوئی ہے۔

(ہفت روزہ رضاکار لاہور، ۲۴ تا ۳۰ اپریل ۱۹۹۵ء، ص اول)

حقیقت یہ ہے کہ سپاہ صحابہ کے زعماء نے ایک ایسا خلاف حق تاریخی فیصلہ کیا ہے کہ اب ان کو یہ حق نہیں دیا جاسکتاکہ وہ سپاہ صحابہ کے مقدس نام کو استعمال کرسکیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ (جاری ہے)

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

۲۸ ذیقعدہ ۱۴۱۵ھ

۲۹ اپریل ۱۹۹۵ء

مقامِ صحابہ رضی اللہ عنہم

افادات: حکیم الامت حضرت تھانویؒ

مرتب: مفتی محمد رضوان۔ راولپنڈی

حضرات صحابہ و اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حقوق

۱- حضرات صحابہ و اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو چونکہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دینی اور دنیوی دونوں طرح کا تعلق ہے اس لیے آپ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے حق میں ان حضرات (صحابہ و اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے حقوق بھی داخل ہوگئے ہیں اور وہ یہ ہیں:

(۱) ان حضرات کی اطاعت کرے۔

(۲) ان حضرات سے محبت رکھے۔

(۳) ان کے عادل ہونے کا اعتقاد رکھے۔

(۴) ان کے محبین (محبت کرنے والوں) سے محبت اور مبغضین (بغض و عداوت رکھنے والوں) سے بغض رکھے۔ ("آداب زندگی" بعنوان "حقوق الاسلام" ص ۵)

(فضائل صحابہ)

پہلی روایت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میرے اصحاب کا اکرام کرو کہ وہ تم سب میں بہتر ہیں۔ روایت کیا اس کو نسائی نے۔ دوسری روایت حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اللہ سے ڈرو' اللہ سے ڈرو میرے اصحاب کے بارے میں۔ میرے بعد ان کو نشانہ (اعتراضات کا) مت بنانا۔ جو شخص ان سے محبت کرے گا' وہ میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کرے گا اور جو شخص ان سے بغض رکھے گا' وہ میرے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھے گا اور جو ان کو ایذا دے گا' اس نے مجھ کو ایذا دی اور جس نے مجھ کو ایذا دی' اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی' بہت جلد اللہ تعالیٰ

اس کو پکڑے گا۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔
(ف) جو شخص ان سے محبت کرے گا (الخ) اس کا مطلب یہ ہے کہ ان سے محبت رکھنا اس سبب سے ہو گا کہ اس شخص کو مجھ سے محبت ہو گی تو ضرور میرے مخصوصین سے محبت ہونا لازم ہے۔ اسی طرح ان سے بغض رکھنا بھی اس کی علامت ہو گی کہ اس شخص کو مجھ سے بغض ہے۔ اس لیے میرے مخصوصین سے بھی بغض ہے۔ کیونکہ اگر مجھ سے محبت ہوتی تو ان سے بغض کیوں ہوتا جب کہ وہ (صحابہ) میرے محبوب اور ممدوح بھی ہیں۔
تیسری روایت حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے میرے اصحاب کو برا مت کہو۔ کیونکہ اگر تم میں کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے، تب بھی ان صحابہ کے ایک مد (یعنی ایک سیر) اور بلکہ نصف مد (کے درجہ) کو بھی نہ پہنچے۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔ (ف) یعنی ثواب میں برابر نہ ہو۔ ("نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب" ص ۲۶۱، ۲۶۲)

حضرات صحابہ کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے

۳۔ فرمایا کہ اگر حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نہ ہوتے تو ہم قرآن و حدیث کے معانی کیونکر سمجھتے۔ یہ سب ان ہی حضرات کا طفیل ہے کہ وہ سب کچھ کر گئے اور ذخیرہ ہمارے لیے چھوڑ گئے۔ کوئی ضروری بات بھی انہوں نے ضائع نہیں ہونے دی۔ ان حضرات کو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اس قدر محبت تھی کہ اگر آپ تھوکتے تھے تو وہ حضرات ہاتھوں پر لیتے تھے اور غسالہ وضو (وضو کا استعمال شدہ پانی) لینے کے لیے ان حضرات کی یہ حالت ہوتی تھی کہ ایک دوسرے پر گرے جاتے تھے۔ اگر کسی کو نہ ملتا تھا تو دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مل کر اس کو اپنے منہ پر مل لیتا تھا مگر ان حضرات میں تکلف اور بناوٹ ذرا بھی نہ تھی۔ ("مقالات حکمت" ص ۲۱۳)

صحابہ کرام کے کمال عقل و نور ایمان کی کھلی دلیل

۴۔ صحابہ کے کمال عقل اور نور ایمان کی بڑی کھلی ہوئی دلیل ایک یہ بھی ہے کہ صحابہ کرام نے جو مساجد اپنے فتوحات کے زمانہ میں مختلف مقامات پر بنائی ہیں، ان کی جہت قبلہ

...رہے۔ حالانکہ اس وقت ان کے پاس نہ قطب نما تھا' نہ جغرافیہ' نہ نقشہ مگر باایں ہمہ ...بڑے سے بڑا مہندس اپنے آلات کے ذریعہ سے بھی ان میں نقص نہیں نکال سکتا۔ بجز ...کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ خدا (تعالیٰ) کی طرف سے ان کو ایسا علم عطا ہوا تھا کہ بے ...ایسا کام سرانجام دیا۔

بڑے بڑے عقلاء مہندس بعد کو پیدا ہوئے جن کا مشغلہ اور انتہائے سعی یہی رہتا تھا ...اسلام میں نقص پیدا کریں اور یہ موقع تھا کہ وہ اس پر کچھ اعتراض کرتے مگر نہ ہو سکا۔ ("مقالات حکمت" ص ۹)

صحابہؓ پر ہونے والے ایک شبہ کا ازالہ

حدیث شریف میں جو آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قیامت کے روز (جب ...بعض لوگوں کو حوض کوثر سے ہٹایا جائے گا) فرمائیں گے یا رب اصحابی (ترجمہ: اے میرے ...رب یہ تو میرے اصحاب ہیں) اور ملائیکہ (فرشتے) جواب دیں گے کہ **انک لا تدری ما احدثوا بعدک** (کہ آپ نہیں جانتے انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا نئی باتیں پیدا ...کیں) اس حدیث میں اصحاب سے مراد (جیسا کہ **بعضوں** کو شبہ ہوا) صحابہ کرام رضی اللہ ...عنہم نہیں ہیں' جن میں مشاجرہ (اختلاف) وغیرہ ہوا ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ...جو تشاجر ہوا ہے' اس میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو کہ اصحاب بدر ہیں اور عشرہ مبشرہ میں سے ...بعض حضرات تھے۔ پس اگر صحابہ رضی اللہ عنہم کو مراد لیا جائے تو خدا تعالیٰ پر اعتراض ...لازم آتا ہے کہ ایسوں کے فضائل ارشاد فرمائے۔ نیز دوسری حدیث سے تعارض ہوتا ہے (وہ ...یہ ہے) کہ **اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اھتدیتم** (یعنی میرے تمام صحابی ستاروں کے ...مانند ہیں۔ تم جس کی بھی اقتدا کرو گے' ہدایت پالو گے) جس سے ہر صحابی کا مہتدی اور مقتدیٰ ...ثابت ہوتا ہے بلکہ مراد (حدیث میں) اصحاب سے مطلق (ہر قسم کے) متبعین ہیں یعنی ...حضور (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) فرمائیں گے کہ یہ لوگ میری امت کے ہیں۔ اس پر ملائیکہ ...کہیں گے کہ آپ کو معلوم نہیں انہوں نے کیا کیا (باطل) اختلاف اور بدعات آپ کے بعد ...پیدا کیے ہیں۔ ("مقالات حکمت" ص ۱۱۹)

حضرات صحابہؓ کو برا کہنے کی مذمت

۶۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا نہ کہنا چاہیے (بعض) فقہاء نے (کہ صاحب الھدایۃ) جو ان کی نسبت جور کا لفظ لکھا ہے' تو یہ لفظ بمقابلہ عدل کے ہے۔

جس طرح عدل کے مراتب ہیں (کہ بعض واجب ہیں اور بعض مستحب (صورتاً و حقیقتاً) اسی طرح جور کے بھی ہیں۔ صغیرہ (خواہ صورتاً ہو یا حقیقتاً) سے کبیرہ تک سب اس میں داخل ہیں۔ پس اس سے استدلال کبیرہ پر کیونکر کر سکتے ہیں اور اگر (فرضی طریقہ پر) بالفرض ارتکاب کبیرہ کا بھی (کسی صحابی میں) کوئی ثابت کر دے تب بھی برا کہنا نہ چاہیے۔ خود حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر صحابی سے ارتکاب کبیرہ کا ہو (بھی) جائے تو اس کو برا کہنا جائز نہیں۔ وہ حدیث یہ ہے' بعض صحابہ کا گزر ایک مردہ جانور پر ہوا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے جو ماعز (اسلمی) کو کہ اس سے معصیت زنا سرزد ہو گئی تھی (اس کی بابت) برا کہا اس مردہ (جانور) کا کھانا اس (برا کہنے) زیادہ برا نہیں (کہ مردہ جانور حرام ہے اور یہ صحابی کو برا کہنا اس حرام کھانے سے بھی زیادہ برا ہے) اس سے معلوم ہو گیا کہ صحابی کو برا کہنا کسی طرح بھی جائز نہیں۔

علاوہ اس کے اگر دو بھائی یا باپ بیٹے میں نزاع (جھگڑا) واقع ہو تو دوسروں کی کیا مجال کہ (کوئی) زبان ہلائے (یہ ان کا اپنا آپس کا معاملہ ہے) امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کسی نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ کا مقدمہ پیش ہوا۔ حق تعالیٰ کے سامنے جب فیصلہ ہوا تو آپ (حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ) باہر تشریف لائے۔ پوچھا گیا کہ کیا معاملہ ہوا۔ آپ نے فرمایا **قضی لی ورب الکعبۃ** یعنی (رب کعبہ کی قسم) میرے موافق فیصلہ ہوا۔ پھر حضرت (امیر) معاویہ رضی اللہ تعالیٰ باہر آئے۔ ان سے پوچھا گیا (کہ کیا معاملہ ہوا انہوں نے جواب میں) فرمایا **غفرلی و رب الکعبۃ** یعنی (رب کعبہ کی قسم) حق تعالیٰ نے مجھے بخش دیا (کیونکہ یہ اختلاف اجتہادی تھا جس پر جانبین میں اجر و ثواب کا وعدہ ہے) لوگوں نے **لا تسبوا الاموات** (الحدیث) پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے کہ کس قدر خرابی کی بات ہے۔ ("مقالات حکمت" ص ۴۵)

حضرت علیؓ اور ان کے مقابلین صحابہ دونوں حق پر تھے

۷- حدیث اللھم ادر الحق معہ حیث دار سے (ترجمہ: اے اللہ حق کو حضرت علی کے ساتھ ساتھ رکھیے) اگر اس حدیث کو تسلیم بھی کر لیا جائے **لانہ غریب کما قال الترمذی ھذا حدیث غریب لا نعرفہ الا من ھذا الوجہ** (ج ۲، ص ۲۱۳)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی افضلیت جمیع (تمام) صحابہ پر ثابت نہیں ہوتی کیونکہ ممکن ہے کہ دوسرے صحابہ کے لیے بھی یہ فضیلت ثابت ہو لیکن اظہار (ظاہر کرنے) میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تخصیص اس لیے فرمائی گئی کہ ان کے زمانہ میں فتن کا زیادہ زور ہونے والا تھا۔ ممکن تھا کہ ان کی وجہ سے لوگوں کو آپ کے حق پر نہ ہونے کا شبہ ہو جاتا۔ اس لیے ایک بلیغ عنوان سے آپ کے حق پر ہونے کو بیان فرما دیا۔ رہا یہ شبہ کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ معاملات خاصہ میں (جیسے مشاجرات کے موقع پر) حق پر تھے تو آپ کے مقابلین (صحابہ جیسے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) یقیناً ناحق پر ہوں گے اور ان کے لیے یہ درجہ ثابت نہ ہوگا۔ اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ ممکن ہے ان حضرات مقابلین کو (اس طرح کا) یہ درجہ عطا نہ ہوا ہو اور فضل جزئی (یعنی کسی ایک جز میں فضیلت ہونا) محل اشکال نہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے ان مقابلین کی ادارۃ (حق ساتھ ہونا) اکثری ہو کلی نہ ہو۔ (کیونکہ اجتہادی خطاء میں اتنا ثواب کا درجہ نہیں جتنا درست اجتہاد میں)۔ ("مقالات حکمت" ص ۱۲۴)

ترتیب خلافت برحق ہے

۸- روافض کہتے ہیں کہ خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حق تھا۔ شیخین رضی اللہ عنہما نے ان پر ظلم کیا (نعوذ باللہ منہ) حالانکہ ان لوگوں کو خلفاء ثلاثہ کا ممنون ہونا چاہیے کہ انہوں نے چوبیس سال تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس بار سے بچائے رکھا اور اپنے سر اس بوجھ کو لیا۔ اگر ابتداء سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سر یہ بار ہوتا تو تیس برس تک کیسی تکلیف ہوتی۔ مگر یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ اس وقت کی خلافت آج کل کی نوابی تھی۔ کوئی خود حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھے کہ کیسی مصیبت و مشقت کی چیز تھی۔ ("مقالات حکمت" ص ۲۴۰)

ایک حکایت

۹۔ ایک شیعی ایک مسجد میں پہنچے تو وہاں دیوار قبلہ پر لکھا ہوا دیکھا۔

ابوبکر و عمر عثمان و حیدر
چراغ و مسجد و محراب و منبر

تو آپ نے چھری سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام کو چھیل دیا اور کہا کہ ہم تو تمہارے پیچھے مرتے کھپتے پھرتے ہیں مگر تم کو جب (بھی) دیکھا انہیں خلفاء ثلاثہ) میں بیٹھے ہوئے دیکھا۔
("جدید ملفوظات" ص ۴۱۱)

ایک اور حکایت

۱۰۔ ایک بزرگ سے کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نسبت سوال کیا۔ فرمایا "کون علی؟" اس نے کہا "کیا کئی علی ہیں؟" فرمایا "ہاں! دو ہیں۔ ایک تو ہمارے علی ہیں جو خلیفہ (رابع) اور داماد ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اور شوہر حضرت خاتون جنت کے اور والد بزرگوار ہیں حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے اور ایک شیعوں کے ہیں، جن کا ظاہر کچھ، باطن کچھ، بڑے بزدل، تمام عمر تقیہ میں گزار دی"۔ ("جدید ملفوظات" ص ۴۱۲)

اسپیشل سفوف خاص:- بڑی محنت اور تحقیق کے بعد چند یونانی جڑی بوٹیوں کا مرکب تیار کیا ہوا ہے انتہائی مفید اور نفیس مرکب ہے۔ مادہ منویہ کو گاڑھا کرنا۔ مزید پیدا کرنا، اس کا خاصہ ہے۔ اسپیشل اُن حضرت کے لیے ہے جن کے مادہ میں اولاد والے جراثیم نہیں ہوتے یا زندہ کم مقدار میں ہوتے ہیں اُن حضرات کے لیے بھی عجیب اثر رکھتا ہے جن کے اندر مادہ منویہ پیدا ہونا ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے استعمال سے ایسی صلاحیت پیدا ہوتی ہے جس سے مادہ منویہ پیدا ہونے لگتا ہے۔ غرضیکہ بہت سی خوبیوں کا حامل ہے۔ ہر آدمی استعمال کر سکتا ہے۔

ترکیب استعمال: ایک چمچی چائے والی اچھی طرح بھر کر روزانہ صبح ہمراہ نیم گرم دودھ استعمال کریں۔

معجون خاص:- اسپیشل سفوف خاص کی طرح یہ بھی بہترین مرکب ہے۔ اس کے استعمال سے قوت باہ میں زبردست اضافہ ہو جاتا ہے۔ اعصاب کو تقویت دے کر بینائی کو تیز کرنے والی دوا ہے غیر شادی شدہ بھی استعمال کر سکتے ہیں لیکن شادی شدہ آدمی ازدواجی زندگی میں جن کو مایوسی ہو چکی ہو اس کے استعمال سے حقیقی ازدواجی لذت حاصل کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ فالج، رعشہ، لقوہ کے مریضوں کے لیے انتہائی مفید ہے۔

ترکیب استعمال: رات سوتے وقت ایک چمچی چائے والی ہمراہ تازہ پانی یا دودھ پتی استعمال کریں۔

خاص کیپسول:- انتہائی تحقیق اور تجربہ میں لا کر یہ نسخہ چند نایاب اشیاء کا مرکب بنایا گیا ہے۔ ایک ماہ کا کورس استعمال کرنے سے نہ صرف قوت باہ حاصل ہو گی، ازدواجی زندگی میں لذت حاصل ہو گی، بلکہ اس کی خاص بات یہ ہے کہ کم از کم دس پندرہ سال کسی دوائی کی ضرورت نہ پڑے گی۔ کسی قسم کی مردانہ کمزوری نہیں ہو گی۔

ترکیب استعمال:- ایک کیپسول روزانہ رات سوتے وقت ہمراہ دودھ یا دودھ پتی استعمال کریں۔

تیار کردہ: کوہ نور یونانی فارمیسی (رجسٹرڈ) ۲/۱۸ بی ٹو ٹاؤن شپ۔ لاہور

المؤمنِ مرآۃُ المؤمن

جناب مولوی محمد حسین، احمد پور سیال

نحمدہٗ ونصلی علیٰ حبیبہٖ اما بعد! آپ نے سمندر کوزے میں بند کا محاورہ ضرور سُنا ہوگا لیکن نبی امّی فداہ ابی و اُمّی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی احادیث مُبارکہ سے بہتر اس کا مصداق کسی انسان کا کلام نہیں بن سکتا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فرماتے ہیں اعطیت جوامع الکلم مجھے جامع کلمے عطا کیے گئے ہیں یعنی لفظ تھوڑے اور معانی مُطالب زیادہ جامعیت کی ایک جھلک اس جملے میں دیکھیں۔ حدیث شریف میں ہے المؤمن مرآۃ المؤمن ایک مُسلمان دوسرے مُسلمان کا آئینہ ہے اس کی گہرائی میں معانی کا ایک سمندر موجیں مار رہا ہے اس کے کئی مفہوم ہو سکتے ہیں مشتے نمونہ از خروارے چند مطالب بیان کیے جاتے ہیں۔

① جس طرح آئینہ آدمی کو اس کے عیب پر مطلع کر دیتا ہے اسی طرح مُسلمان اپنے دوسرے مُسلمان بھائی کو اس کی اصلاح کی طرف متوجّہ کرتا ہے۔

② جس طرح آئینہ انسان کو اسی کے عیب دکھاتا ہے کسی دوسرے کے سامنے وہ عیب بیان نہیں کرتا اسی طرح مُسلمان کی بھی یہ شان نہیں کہ پیٹھ پیچھے دوسرے مسلمان کی بُرائی بیان کرے۔

③ جس طرح آئینہ دیکھنے سے اپنے چہرے کے داغ آئینہ میں نظر آتے ہیں اور انسان اپنے چہرے کو صاف کرتا ہے، اسی طرح کسی مُسلمان کے اندر جب مُسلمان کوئی عیب دیکھتا ہے تو وہ اپنے گریبان میں جھانکتا ہے۔

④ جس طرح آئینہ صرف عیب ہی ظاہر نہیں کرتا بلکہ حُسن وجمال کو بھی سامنے لاتا ہے اسی طرح مسلمان اپنے بھائی کے صرف عیب ہی نہیں دیکھتا اس کے سامنے اُس کی خُوبیاں بھی ہوتی ہیں۔

⑤ جس طرح کسی شخص کو آئینہ پر غصّہ نہیں آتا کہ اس نے میرے عیب ظاہر کیے بلکہ اسے سنبھال کر رکھا جاتا ہے اسی طرح مُسلمان اپنے کسی خیر خواہ سے جھگڑتا نہیں بلکہ اس کی قدر کرتا ہے۔

⑥ جس طرح آئینہ مُنہ سے کچھ نہیں کہتا اس کی ساخت اور وضع ہی ایسی ہے جب وہ سامنے آتا ہے اس کو یعنی انسان کو اپنی خامی نظر آجاتی ہے اسی طرح مُسلمان کی بھی یہ شان ہے کہ عموماً زبانِ قال سے خامی بیان کرکے دوسرے مُسلمان کی دل آزاری نہیں کرتا بلکہ ایسی صورت اختیار کرتا ہے کہ سمجھنے والا سمجھ جائے کہ میری یہ بات اسے ناگوار گزری۔

⑦ جس طرح آئینہ سامنے آنے سے پہلے بالکل صاف ہوتا ہے اور وہ چل پھر کر کسی کے عیب تلاش نہیں کرتا جو اپنی ضرورت سے اُسے اُٹھاتا ہے۔ اس کے سامنے وہ کچھ لاتا ہے اسی طرح مُسلمان دوسرے مُسلمان سے محبّت کی بُنیاد پر ملاقات کرتا ہے۔ عیب جوئی کی نیت سے نہیں ملتا۔ نیز بوقت ملاقات دونوں کے سینے صاف ہوں پہلے سے ایک دوسرے کے بارے میں غلط مواد نہ رکھتے ہوں۔

⑧ جس طرح آئینہ جب تک سامنے ہوتا ہے اس وقت تک ہی اس میں کسی شئے کا عکس ہوتا ہے جب جُدا ہوتا ہے تو پھر صاف ہوتا ہے اس طرح دو مُسلمانوں کے اندر کسی مجلس میں اگر کچھ تلخی ہو بھی جائے تو وہ اسی مجلس تک محدود ہونی چاہیے بعد میں اس کے اثرات دلوں میں نہیں ہونے چاہئیں ایک دوسرے کو معاف اور راضی کر کے اپنے آپ کو ایسا صاف کریں جیسا کہ پہلے تھے۔

⑨ جس طرح آئینہ اپنی ساخت میں صاف ہے اور اس کی فطرت پاک ہے۔ اپنی سادگی کی وجہ سے فوراً عکس قبول کر لیتا ہے اسی طرح مُسلمان بھی صاف دل ہوتا ہے اس لیے مُسلمان جب دوسرے مُسلمان سے ملے تو اس کی یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ میری صحبت سے دوسرے مُسلمان کے اندر اچھے صفات اور جذبات منتقل ہوں۔

⑩ جس طرح آئینہ میں دوسری چیز کا عکس نظر آتا ہے اور معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ چیز ایسی ایسی ہے اسی طرح مُسلمان کو ایسی صفات اپنے اندر پیدا کرنی چاہیئں کہ دیکھنے والا اسے دیکھ کر دوسرے مُسلمانوں کے بارے میں اچھی رائے قائم کر سکے کہ مُسلمان ایسے ہوتے ہیں تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ الخطاء منّی والصّواب من اللہ علاوہ ازیں اور نا معلوم کتنے معارف و مسائل اس جُملے میں پنہاں ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں صاحبِ جوامع الکلم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ارشادات و فرمودات کو سمجھنے اور اُن پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بشکریہ: ماہنامہ انوارِ مدینہ

***

رفتارِ کار

تحریر: مولانا حافظ عبدالحق خان بشیر

جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم کے سالانہ جلسہ کی رپورٹ اور قراردیں

جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام مدنی محلہ جہلم اہل سنت والجماعت کا ایک قدیم تعلیمی ادارہ ہے جو شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ کے خلیفہ مجاز مولانا قاضی مظہر حسین کی زیر سرپرستی اور شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری نور اللہ مرقدہ کے خلیفہ مجاز مولانا عبداللطیف جہلمی کے زیر اہتمام طویل عرصہ سے دینی، اصلاحی، تعلیمی اور تبلیغی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ ان دونوں بزرگوں کا تعلق تحریک خدام اہل سنت والجماعت سے ہے۔ اول الذکر تحریک کے بانی اور مرکزی امیر ہیں جب کہ ثانی الذکر تحریک کے صوبائی امیر ہیں۔ تحریک خدام اہل سنت والجماعت ایک خالص پرامن مذہبی جماعت ہے جو کسی سیاسی جماعت سے کسی قسم کی سیاسی وابستگی نہیں رکھتی بلکہ مروجہ سیاست کو ملک و ملت کے لیے زہر قاتل سمجھتی ہے۔ جو آئینی حدود میں رہتے ہوئے اہل سنت والجماعت کے عقائد و نظریات اور حقوق و مفادات کا تحفظ کر رہی ہے۔ تشدد اور جارحیت پر قطعی یقین نہیں رکھتی۔ جامعہ حنفیہ کی پنجاب، سرحد اور آزاد کشمیر میں چونتیس کے قریب شاخیں ہیں جن میں تقریباً ایک ہزار طلباء اور طالبات حفظ قرآن، تجوید قرات اور درس نظامی کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ان تمام طلباء و طالبات کے خورد و نوش اور علاج وغیرہ کے اخراجات جامعہ برداشت کرتا ہے۔ اب تک ہزاروں طلباء اور طالبات مختلف شعبوں میں جامعہ سے سند فراغت حاصل کر چکے ہیں۔

گزشتہ دنوں جامعہ کا چالیسواں سالانہ جلسہ ۱۲، ۱۳ اپریل کو جامعہ سے ملحقہ مکی جامع مسجد کے وسیع صحن میں منعقد ہوا اور طلباء کی دستار بندیاں کی گئیں۔ جلسہ کی نو نشستوں میں مولانا قاضی مظہر حسین، مولانا عبداللطیف جہلمی، مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی، مولانا علامہ زاہد الراشدی، مولانا قاضی ظہور حسین اظہر، مولانا مفتی رشید احمد پسروری، مولانا عبدالغفار تونسوی، حافظ عبدالحق خان بشیر، مولانا عبدالہادی شیخوپوری، مولانا علامہ عبدالحیٔ، مولانا

بد العلیم، مولانا حافظ خالد محمود، حکیم مختار احمد الحسینی، مولانا قاری محمد طیب، مولانا محمد فاروق ری پوری، مولانا عبد الحمید فاروقی، حافظ محمد ابو بکر صدیق، حافظ محمد عمر فاروق، مطیع الرحمٰن الہاشمی، صوفی عبد المجید خدامی، صوفی ارشاد حسین چاریاری اور دیگر علماء کرام نے توحید، رسالت، ختم نبوت، عظمت صحابہؓ و اہل بیتؓ، عظمت قرآن، خلافت راشدہ اور دیگر دینی و اصلاحی عنوانات پر خطاب کیا۔ جلسہ میں درج ذیل قراردادیں منظور کی گئیں۔

۱۔ جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم کے سالانہ جلسہ کے موقع پر تحریک خدام اہل سنت و اجماعت کا یہ عظیم اجتماع گوجرانوالہ کے توہین رسالت کیس میں حکومتی کارروائی کی شدید ذمت کرتے ہوئے مطالبہ کرتا ہے کہ توہین رسالت کے عیسائی مجرموں کو واپس بلا کر ان پر از سر نو مقدمہ چلایا جائے اور اسلامی ضابطوں اور ملکی قانون کے مطابق انہیں باقاعدہ سزا دی جائے۔ واقعات کے مطابق کچھ عرصہ قبل گوجرانوالہ کے علاقہ میں رتہ دوہتڑ نامی گاؤں میں منظور مسیح، رحمت مسیح اور سلامت مسیح تین عیسائیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کا ارتکاب کیا۔ مسلمانوں کے شدید مطالبہ پر انہیں گرفتار کیا گیا۔ امریکی سفارت خانہ اور امریکی نائب وزیر خارجہ کی مداخلت اور دباؤ پر منظور مسیح کی ضمانت ہو گئی جو بعد میں لاہور کے اندر قتل کر دیا گیا۔ بقیہ دونوں مجرموں کو گوجرانوالہ کی عدالت نے آئین کے مطابق سزائے موت کا حکم سنایا۔ اس فیصلہ کو ہائی کورٹ میں چیلنج کیا گیا اور ہائی کورٹ نے خلاف ضابطہ صرف ایک ہفتہ میں یکطرفہ کارروائی کر کے مجرموں کو بری کر دیا اور حکومت نے مدعی کو سپریم کورٹ میں اپیل دائر کرنے کی قانونی مہلت دیے بغیر مجرموں کو پورے پروٹوکول کے ساتھ بیرون ملک بھیج دیا۔ حکومت کی یہ کارروائی سراسر اسلام اور ملک دشمنی پر مبنی ہے۔

۲۔ یہ اجتماع ناموس رسالت آرڈیننس کو منسوخ کرنے یا اس میں ترمیم کرنے کی حکومتی سازشوں کی شدید مذمت کرتے ہوئے اسے اسلام دشمنی پر مبنی قرار دیتا ہے۔ تفصیلات کے مطابق ۱۹۸۴ء میں صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے یہ آرڈیننس نافذ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے کو سزائے موت یا عمر قید کی سزا دی جائے گی۔ ۱۹۹۰ء میں وفاقی شرعی عدالت نے صدر مملکت غلام اسحاق خان کو ہدایت کی کہ توہین رسالت کے مرتکب کے لیے اسلامی سزا صرف سزائے موت ہے۔ اس لیے قانون میں یا عمر قید کا جملہ ختم کیا جائے۔ اگر ۳۰ اپریل ۱۹۹۱ء تک قانون کی اصلاح نہ کی گئی تو یا عمر قید کے الفاظ خود بخود قانون میں سے

کالعدم متصور ہوں گے اور صرف سزائے موت باقی رہے گی۔ مذکورہ تاریخ تک یہ کام نہ ہو سکا اور وفاقی شرعی عدالت کے فیصلہ کے مطابق یہ الفاظ کالعدم ہو گئے۔ جون ۱۹۹۲ء میں قومی اسمبلی کے آزاد رکن سردار محمد یوسف نے توہین رسالت کے مجرم کے لیے صرف سزائے موت کی سزا کے لیے قرارداد پیش کی۔ جسے اتفاق رائے سے منظور کیا گیا۔ جولائی ۱۹۹۲ء میں سینٹ نے توہین رسالت کے مجرم کے لیے سزائے موت کا ترمیمی بل منظور کیا۔ اگست ۱۹۹۲ء میں سینٹ کا یہ ترمیمی بل قومی اسمبلی میں پیش کیا گیا تو اس وقت کی اپوزیشن لیڈر اور موجودہ وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے اسی بل کو قائد اعظم کے نظریات اور عوام کے بنیادی حقوق کے خلاف بنیاد پرستی قرار دیتے ہوئے مسترد کر دیا۔ موجودہ گورنر پنجاب چودھری الطاف حسین نے بل کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ شاتم رسول ؐ کو سزائے موت دینے کا اختیار ریاست کو نہیں ملنا چاہیے لیکن اب امریکی دباؤ کے تحت موجودہ حکومت ناموس رسالت آرڈیننس کو منسوخ کرنے یا اس میں سزائے موت کی بجائے کسی اور سزا کی تبدیلی کی سازشیں کر رہی ہے جسے کسی صورت بھی گوارا نہیں کیا جائے گا۔

۳۔ یہ اجتماع سلمان رشدی، تسلیمہ نسرین، رحمت مسیح، سلامت مسیح اور قادیانیوں جیسے اسلام دشمنوں کو سیاسی پناہ دینے اور پاکستانی اقلیتوں کو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ابھارنے کو یورپین ممالک کی طرف سے اپنے مذہبی و ملکی معاملات میں صریح مداخلت قرار دیتے ہوئے مطالبہ کرتا ہے کہ حکومت سفارتی اصولوں کے مطابق ان ممالک سے شدید احتجاج کرے۔

۴۔ یہ اجتماع اقوام متحدہ یا انسانی حقوق چارٹر کی ان تمام شقوں کو مسترد کرتا ہے جن میں صیہونی اور مسیحی مشنریوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کی راہ ہموار کرنے کے لیے اسلام اور مسلمانوں کے حقوق و مفادات کو جبراً سلب کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۵۔ یہ اجتماع قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے مطالبہ کرتا ہے کہ ان کو کلیدی عہدوں سے فی الفور برطرف کیا جائے۔

۶۔ یہ اجتماع کشمیر، بوسنیا، تاجکستان وغیرہ حریت پسند ممالک کے لیے ملکی خارجہ پالیسی پر عدم اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے مطالبہ کرتا ہے کہ ان ممالک کی باوقار آزادی کے لیے ٹھوس موقف اختیار کیا جائے اور اس بارہ میں کسی بیرونی دباؤ کو قبول نہ کیا جائے۔

۷۔ یہ اجتماع بین الاقوامی انسانی حقوق کمیٹیوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ مسلم آزادی

ہند ممالک کے مسلمانوں پر مظالم ڈھانے والے ان درندوں کے خلاف بھی موثر آواز اٹھائیں جو مسلمان بچیوں کی آبرو سے کھیل رہے ہیں اور مسلمانوں کا قتل عام کر رہے ہیں۔

۸۔ یہ اجتماع وزیر اعظم کے اس بیان کو کمزوری اور نااہلی پر مبنی قرار دیتا ہے جس میں مذہبی تنظیموں کے خاتمہ کے لیے یورپ سے مدد طلب کی گئی ہے۔

۹۔ یہ اجتماع بعض مذہبی جماعتوں اور راہنماؤں کی طرف سے موجودہ حکومت کی معاونت کی وجہ سے عورت کی سربراہی کے بارہ میں پیدا ہونے والے شکوک وشبہات کی بنا پر دوٹوک اور غیر مبہم الفاظ میں عورت کی سربراہی کو خلاف اسلام قرار دیتا ہے اور ان مذہبی راہنماؤں کی شدید مذمت کرتا ہے جو بالواسطہ حکومت کی تائید وحمایت کر رہے ہیں۔

۱۰۔ یہ اجتماع مدارس دینیہ کے خلاف حکومتی مہم کی شدید مذمت کرتے ہوئے اسے اسلام کے خلاف ایک منظم سازش قرار دیتا ہے۔

۱۱۔ یہ اجتماع کلچرل اور ثقافتی شو کے عنوان سے سرکاری وغیر سرکاری تقریبات میں عریانی وفحاشی کو فروغ دینے والے پروگراموں کی شدید مذمت کرتا ہے اور ایسے تمام پروگراموں پر فوری پابندی کا مطالبہ کرتا ہے۔

۱۲۔ یہ اجتماع تحریک خدام اہل سنت والجماعت کے راہنما اور جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم کے نائب مہتمم مولانا قاری خبیب احمد عمر اور ان کے رفقاء کو کھاریاں بس فائرنگ کیس میں بلاوجہ ملوث کرنے پر شدید احتجاج کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ اس کیس کے اصل ملزموں کی گرفتاری کے بعد مولانا قاری خبیب احمد عمر اور ان کے رفقاء کو بلاجواز کیس میں شامل رکھ کر پابند سلاسل رکھنا سراسر خلاف قانون ہے۔ یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ دیانت دار پولیس افسروں کے ذریعہ اس کیس کی تفتیش کرائی جائے اور جھوٹا مقدمہ دائر کرنے والے اور ان کی سرپرستی کرنے والے افراد کے خلاف سخت ترین کارروائی کی جائے۔

مفت مشورہ پچکے گال، پتلا کمزور جسم
فون 690840 690850
کمزور چہرے کے ڈنٹ، جسم کو موٹا، مضبوط، طاقتور، سمارٹ، خوبصورت بنانے کیلئے۔ پرانے درد نزلہ، نکسیر، دمہ، بخار، پھوڑی پھنسی و قد کو بڑھانے کے لئے
مردانہ زنانہ جنسی امراض، گنجا پن، گرتے بال، دمہ، اٹھرا کیلئے
بالوں کو نرم گھنا سیاہ خوبصورت، بھوک لگانے۔ گیس معدہ۔ درد پیٹ کیلئے
بواسیر۔ فالج۔ یرقان۔ موٹاپا۔ کمزور بیٹے۔ بلڈ پریشر اٹھرا۔ رحم۔ جگر۔ مثانہ کیلئے
چہرے کے کیل چھائیاں، نسوانی حسن، قد بڑھانے کیلئے
پرانی خارش۔ چھپاکی خون کی خرابی۔ پیشاب کی مرض گردہ۔ مثانہ کی پتھری کے لئے
پچاس سال کے تجربہ کا مفت مشورہ کیلئے جوابی لفافہ یا اس کی قیمت ضرور ارسال کریں
حکیم بشیر احمد بشیر محلہ غلام محمد آباد چاندنی چوک فیصل آباد
پوسٹ کوڈ 38900
رجسٹرڈ کلاس اے گورنمنٹ آف پاکستان
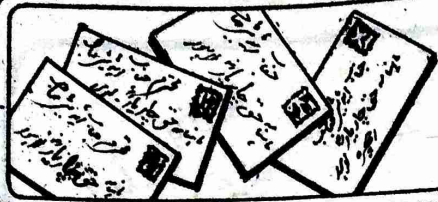
مراسلات قارئین

محترم جناب اشرفی صاحب دام فیوضکم

الحمدللہ میری جماعت کا پرچہ معیاری ہے۔ حضرت اقدس کا مضمون "رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم" ایک عظیم کتاب بننے کے قابل ہے تاکہ دنیا پوری کتاب خرید کر مستفید ہوتی رہے۔ یہ مضمون جیسے نام کے لحاظ سے رحمت ہی ایسے انشاء اللہ پڑھنے والوں کے لیے فیض کے لحاظ سے رحمت ہی رحمت ہے۔

حضرت نفیس شاہصاحب مد ظلہ کی نعت پرچہ کے آخری صفحہ پر حضرت حسان ابن ثابت کے عشق رسول کی عکاسی کرتی ہے۔ آج تک احقر نے کسی شاعر کی شاعری در مدح رسول مقبول اس نعت کے جملوں اور وزن سے وزنی نہیں پڑھی۔ اللہ تعالیٰ حضرت شاہ صاحب کی نعت گوئی کو منظور و مقبول فرمائے۔

سید قاسم شاہ بخاری، خطیب بشیر کالونی، سرگودھا

قابل احترام حضرت مولانا عبدالوحید صاحب اشرفی

آج ڈاک میں حق چار یار رسالہ ملا۔ اگرچہ حق چار یار میں ہر مضمون اچھوتا اور نفیس ہوتا ہے لیکن اپریل کے رسالہ میں جو نعت صفحہ آخر میں "تجھ سا کوئی نہیں" کے عنوان سے شائع ہوئی ہے، اس کا تو جواب نہیں ہے۔ حضرت سید نفیس شاہ صاحب نے یہ نعت کہہ کر کمال کر دیا ہے۔ ایک ایک لفظ نگینہ کی طرح چمک رہا ہے۔ ایک ایک مصرع سے عشق مصطفیٰ ٹپک رہا ہے۔ ایک ایک شعر سے محبت رسول کی خوشبو مہک رہی ہے۔ میں نے لفافہ سے رسالہ نکالتے ہی صفحہ اول کے بعد صفحہ آخر دیکھا تو پھر اور کچھ نہ پڑھ سکا اور پھر بار بار اسی نعت کو پڑھتا رہا۔ ایسی لاجواب اور بے مثال نعت شائع کرنے پر میری طرف سے آپ کو بہت بہت مبارک باد۔ امید ہے مزاج گرامی بخیریت ہوں گے۔ آپ چونکہ خود باذوق ہیں اس لیے آپ کا انتخاب بھی مثالی ہوتا ہے۔ انشاء اللہ عنقریب ملاقات ہوگی۔

عبدالرؤف چشتی، خطیب جامع مسجد ریلوے پل اوکاڑہ شہر

معزز قارئین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

■ آپ کی رائے کا احترام کرتے ہوئے کالم "ماہنامہ حق چار یار پڑھنے والے لکھتے ہیں" کے عنوان کی طوالت کو مختصر عنوان "مراسلہ قارئین" سے تبدیل کر دیا گیا ہے۔ نوٹ فرمائیں:

○ سرورق کے اندرونی صفحہ پر ایک نئے کالم کا اضافہ کیا جا رہا ہے جو "روشن باتیں" کے عنوان سے شائع ہوگا۔ یہ کالم حضرات اکابر دیوبند کے ارشادات وملفوظات پر مشتمل ہوگا۔

○ سرورق کے صفحہ نمبر ۳ پر ایک کالم "عقائد واعمال" کے عنوان سے شروع کیا جا رہا ہے جو صرف آپ کی ترتیب کردہ تحریروں پر مشتمل ہوگا۔ مجھے امید ہے کہ آپ اس سلسلے میں خصوصی دلچسپی لیں گے اور اکابرین کے علمی واصلاحی مضامین کے اقتباسات کتاب کے حوالے کے ساتھ ارسال فرمائیں گے۔

یاد رہے کہ اقتباس رسالے کی پندرہ لائنوں سے زائد نہ ہو۔

○ ایک بار پھر یاد دہانی کرائی جاتی ہے کہ اپنے علاقے کا پوسٹ کوڈ نمبر ضرور ارسال کریں:

والسلام

عبدالوحید اشرفی

ادارہ حق چار یارؓ